بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بقلم رضوانہ شمس الدین نے یہ ناول (جھلمل ستاروں کے سنگ) صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (جھلمل ستاروں کے سنگ) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

New Era Magazine

یونیورسٹی سے گھر میں داخل ہوتے ہی جو بات رمشہ نے خوشخبری کے پردے میں چھپے زہر کو اس کے سماعتوں کے سپرد کیا وہ ششدر رہ گئی, شربتی آنکھوں میں حیرت کے ڈورے تیرنے لگے, پیشانی پر چند لائنیں ابھری, گلاب جیسے سرخ لب وا ہوئے

"کیا بکواس ہے یہ؟"

"بکواس نہیں حقیقت بیان کر رہی ہوں ابھی ابھی اپنے گنہگار کانوں سے سنا ہے امی کی زبانی, "رمشہ جو اسکی ماموں زاد تھی, اسکے آنے سے قبل موبائل ہاتھوں میں تھامے, کانوں میں ہیڈ فون لگائے مزے سے گانوں پر سر دھن رہی تھی اسکے آتے ہی اس کے چہرے پر پھیلے سکون و طمانیت کو دوسرا رخ دینے کی کوشش کی, اب وہاں حیرت و شاک کا ایک جال پھیلا نظر آیا-

"تم جھوٹ بول رہی ہو, مزاق کر رہی ہو نہ؟" درشتگی سے کہتے ہوئے اس نے اسکے نازک ہتھیلیوں کو سختی سے تھاما

"توبہ ہے! ایسی باتیں بھی مزاق میں کہی جاتی ہے بھلا" شان بے نیازی سے کہتے ہوئے اس نے شانے اچکائے, وہ تھی ہی ایسی بلا کی لاپرواہ, بس خود سے خود کا تعلق ہی اسکے آخری حدود تھے, دوسروں کی پریشانی, دکھ, تکالیف سے اسے کوئی سروکار نہیں تھا

New Era Magazine

"تم سے کچھ کہنا بھی صرف وقت کا زیاں ہے میں اب سیدھا مامی سے ہی بات کرتی ہوں" ایک قہر بھری نظر اس پر ڈالتے ہوئے وہیں ٹی وی لاؤنج میں اس نے دیوان کے ایک سرے پر بیگ کو پھینکنے کے انداز میں پٹخا, کالے رنگ کے عبایاں کو اپنے جسم سے تیزی سے جدا کیا اور برق رفتاری سے مامی کے کمرے کی اور روپوشی ہو گئی, پیچھے کھڑی رمشہ کندھے اچکا کر دوبارہ اپنی مصروفیت میں مشغول ہو گئ

"مامی یہ میں رمشہ کی زبانی کیا سن رہی ہوں, "کمرے میں داخل ہوتے ہی بلا کسی تمہید کے وہ اصل بات پر آ گئی

"کس بارے میں بات کر رہی ہو؟" وسیع و عریض بیڈ پر بیٹھی ٹی وی دیکھنے میں مصروف صباحت نے تجاہل عارفانہ سے کام لیا اور ساتھ ہی بھاپ اڑاتی چائے سے بھی لطف اندوز ہو رہی تھی جبکہ ان کے یوں انجان بننے پر وہ طیش میں آ گئی

"ایسا کیسے کر سکتی ہیں آپ میرے ساتھ مامی, جس خاندان کے لڑکے نے ابھی ہفتہ قبل ہی مجھے ریجیکشن کا تلخ زہر پلایا ہے اسی خاندان کے دوسرے لڑکے سے میرا رشتہ طے کرنے چلی ہیں, ایسا ظلم کیسے کر سکتی ہیں آپ میرے ساتھ-" اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ کمرے کی ساری چیزوں کو تہس نہس کر دے, غصے کی شدت سے اسکے نتھنے پھول گئے مگر مقابل بیٹھی صباحت کو اسکے کسی بھی تکلیف یا اذیت سے کیا سروکار, ان

کے جگر کا ٹکڑا تو نہیں تھی جو اسکے تکالیف پر کراہتی یا آبدیدہ ہوتی اور جس کے جگر کا ٹکڑا تھی وہ تو برسوں پہلے سپرد خاک ہو چکے تھے

"کونسے ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں تم پر بی بی, الزام تراشی تو یوں کر رہی ہو جیسے کسی کا قتل کر کے خنجر تمھیں سونپ دیا ہو", تیوری چڑھاے ناگوار لہجے میں صباحت گویا ہوئیں ساتھ ہی چائے کی گھونٹ معدے میں منتقل کرنے کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

"کاش آپ یہی کر دیتی میں جیل کی نذر ہو جاتی مگر ان لوگوں کی شکل سے دوبارہ روشناس تو نہیں ہوتی, اس ایک شخص کی وجہ سے مجھے سارے خاندان والوں سے نفرت پیدا ہو گئی ہے", اسکے لبوں سے زہر نکل رہا تھا, آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھی

"بڑی ہی بدلحاظ اور چرب زبان ہو, اپنی زبان کے مظاہرے ضرور تم نے اس لڑکے کے سامنے بھی کئے ہوں گے, کیا نام تھا اس کا؟.......صباحت نے یادداشت کی پیٹی کو کھنگالا....."ہاں سفیر,, کتنا پیارا نام تھا اور اپنے نام کی طرح سوہنا بھی, اسکی ماں تو بڑے وثوق کے ساتھ تمھیں اپنے خاندانی کنگن پہناتے ہوئے کہہ رہی تھیں کہ "صباحت بھابھی اپنے سفیر کے لئے حور لے جا رہی ہوں وہ دیکھے گا تو دنگ رہ جائے گا,,, اور تم نے کیا کیا,, ملاقات کا ایسا شرف بخشا کہ سید ھا ریجیکشن کی صورت اسکا پیغام ہمارے

دہلیز پر آگیا" اسکی خود سری اور چرب زبانی پر صباحت اسے لتاڑ رہی تھی, ایسا پہلی دفعہ نہیں تھا کئی برسوں سے ہوتا چلا آرہا تھا, اسے منافقت, دکھاوا اور ریاکاری سے سخت چڑ تھی جب بھی وہ حق بات کہتی یا کسی بھی معاملے میں اپنے رائے کا اظہار کرتی تو صباحت منہ پھٹ اور خود سری کا طعنہ اسکے گلے میں ڈال دیتی اور وہ یہ سب قبول کرنے پر مجبور تھی...یہی تو اسکی آخری جائے پناہ تھی اگر یہ بھی سر سے سائبان چھین لیں تو وہ کہاں جاتی, لالچ, منافقت اور درندوں کی دنیا میں بے وقعت ہو کر رہ جاتی, چپ چاپ سب سہنے کے علاوہ کوئی جائے فرار نہ تھی۔

مگر اس بار ضرب اسکے عزت نفس پر لگی تھی یہ اسکے انا کی جنگ تھی خاموش رہتی تو خود کی نظروں میں گر جاتی۔

"وہ میری ذاتیات پہ حملے کر رہا تھا, میرے پردے کا دشمن تھا وہ, وہ چاہتا تھا شادی کے بعد میں بے پردہ ہو کر اسکے ساتھ پارٹیوں میں لور لور پھروں جسے وہ لوگوں کو ایک بیوی نہیں ماڈل کی حیثیت سے تعارف کروائے اور یہ میری عزت نفس اور دل کو قطعی گوارہ نہیں, "ہذیانی انداز میں کہتے ہوئے وہ پھٹ پڑی۔اذیت اور کرب کے ناجانے کونسے منازل وہ طے کرنے لگی مگر سامنے بیٹھی زبان سے تیر چلانے والی صباحت کیسے پیچھے رہ جاتیں۔

New Era Magazine

"توکیا ضرورت تھی حجاب ڈال کر اس سے ملنے جانے کی, کتنی دفعہ منع کیا تھا تمھیں زنیرہ کہ پہلی بار لڑکا دیکھنے آرہا ہے حجاب مت ڈالو اپنے اوپر, ہوٹل کا فاصلہ ہی کتنا تھا ہمارے گھر سے, مگر تم نے میری ایک نہ سنی, میں کہہ دیتی ہوں آج کل کے نوجوانوں کے سوچ اور خیالات میں بہت تبدیلی رونما ہو چکی ہے, آج کل کے لڑکے ماڈرن خیالات کے حامل ہوتے ہیں اور ایسے ہی خیالات کی لڑکیوں کو ترجیح دیتے ہیں- آج کل کی لڑکیاں ان پردے جیسی چیزوں سے کوسوں دور بھاگتی ہیں اور اک تم ہو نہ جانے کیوں چمٹائے بیٹھی ہو, اسے موردالزام ٹھہراتے ہوئے ساری خطائیں اسکے دامن میں ڈال کر بڑے سکون سے کپ کو بیڈ سے ملحقہ ٹیبل پر رکھا اور تکیہ درست کر کے لیٹ گئی-

ان کے یوں سکون سے لیٹنے پر اسکی آنکھوں میں نفرت کی ایک کلی چٹخی, اتنی شدید قسم کی نفرت اس سے پہلے کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی جتنی اس وقت ہو رہی تھی- وہ چٹک کر بولی-

"جن لڑکیوں پر پردے جیسی معتبر و مکرم چیز جبراً مسلط کی جاتی ہے وہ ہی پیچھا چھڑانے کی کوشش کرتی ہو گی یا پھر جو اسکے فائدے اور احترام سے نابلد ہوں, میں نے اپنی مرضی اور دل کی تمام تر گہرائیوں کے ساتھ اسے اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے اب یہ پردہ

میرے چہرے سے کبھی نہیں ہٹ سکتا "وہ اپنے پردے کو لے کر بے حد حساس تھی, اپنے پردے کو لے کر کسی بھی قسم کا کمپرومائز کرنے پر وہ بالکل آمادہ نہیں تھی, اس نے صاف لفظوں میں باور کرایا-

"تو دیکھو مل تو گیا صلہ, کر دیا نہ اس نے ریجیکٹ تمہیں" آنکھوں میں تمسخر لئے صباحت نے طنز سے لبالب پیالہ اسکے لبوں سے لگا دیا, حلق تک کڑوا ہو گیا, غصے سے وہ بلبلا اٹھی-

"مامی ہیں اسلئے لحاظ کر رہی ہوں ورنہ جواب مجھے بھی دینا آتا ہے اور اس بات سے تو آپ بھی بخوبی واقف ہیں, اور رہی بات رشتے کی تو صاف لفظوں میں انکار کر دیں آپ انہیں" ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے وہ غصے سے گویا ہوئی-

"انکار کی کوئی گنجائش نہیں نکل سکتی ہے اب, رشتہ تقریباً طے ہو چکا ہے, کہتے ساتھ ہی خلاف معمول وہ تھوڑی نرم پڑیں, بہت اچھے لوگ ہیں وہ زنیرہ, عائشہ بہن سے بھی میں مل چکی ہوں تمہیں اپنانے کی شدید خواہش ظاہر کر رہی تھیں, اس قدر شیریں لہجے میں بات کر رہی تھیں مانو منہ میں زبان کی جگہ مصری کی ڈلی فٹ ہو یقیناً ولید بھی بہت اچھا اور نرم ہو گا, تم بہت خوش رہو گی وہاں" صباحت خلاف مزاج نرم لہجے میں کہتے ہوئے اسے رام کرنے کی کوشش کرنے لگیں جو بپھری شیرنی کی مانند

New Era Magazine

انکے سامنے تن کے کھڑی تھی, انہیں اس سے کوئی زاتی پر خاش نہ تھی اور نہ ہی دل میں کوئی بغض تھا, بس قدرت کی طرف سے تھوڑی سخت طبیعت پائی تھی جسکا استعمال وہ اسکے سامنے بلا جھجک کر دیتیں-

"مامی پلیز وہاں چھوڑ کر کہیں بھی کروادیں, بس وہاں نہیں"

"آخر وہاں کرنے میں کیا مسئلہ ؟"صباحت کو اسکے انکار کی وجہ سمجھ نہیں آرہی تھی جنجھلا گئیں-

"میں رخصت ہو کر اس خاندان میں قطعی نہیں جانا چاہتی جہاں سے میں ایک بار ریجیکٹ ہو چکی ہوں, ہر کوئی مجھے اسی نظریہ سے دیکھے گا کہ پہلے مجھے سفیر کے لئے پسند کیا گیا تھا مگر اس نے ریجیکٹ کر دیا, کیوں کر دیا؟ اچھی بھلی تو ہے آخر کیا وجہ رہی ہو گی ؟ وغیرہ وغیرہ اور میں ایسی نظروں اور سوالوں کے دھبے اپنے عزت نفس کی چادر پر برداشت نہیں کر سکتی' اتنی سکت نہیں ہے مجھ میں, لہجہ شکست خوردہ ہو گیا, اسکے انا کو ٹھیس پہنچی تھی, غصہ عروج پر تھا-

"اتنے بھی فارغ نہیں بیٹھے ہیں لوگ, خواہ مخواہ اپنے دل میں غلط فہمیاں نہ پالو- تم سے سبکدوش ہوں گے تبھی تو رمشہ کے بارے میں بھی کچھ سوچیں گے-"وہ اسکے کسی بھی

New Era Magazine

جواز کو سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھی یا سمجھنا نہیں چاہتی تھی-وہ اندر ہی اندر پیچ وتاب کھا کر رہ گئی-

"ٹھیک ہے اب میں اپنا کیس ماما کے حظور ہی پیش کروگی وہ ہی فیصلہ کریں گے-"حتمی لہجے میں کہتے ہوئے غصے سے پیر پٹک کر وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی پیچھے بیٹھی صباحت اسکے عقل پر ماتم کرنے لگیں-

***

زنیرہ صرف تین برس کی تھی جب اسکے والدین اک کار حادثے میں اس دارِ فانی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کوچ کر گئے-قدرت کا یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ جب کار ایکسیڈنٹ ہوا اسکے پچھلے نشت پر وہ بھی تھی مگر چوٹ ڈرائیو کر رہے اسکے بابا اور بغل میں بیٹھی ماما کو آئیں تھیں-چوٹیں اس قدر زور آور اور شدید تھی کہ دو زندگیوں نے موت کے فرشتو کے آگے گھٹنے ٹیک دیے اور خالق حقیقی سے جا ملے-زنیرہ کے بابا اکلوتے تھے-دادا,دادی اسکی پیدائش سے قبل ہی داغ مفارت دے گئے تھے-ددھیال میں چاچا ,تایا,پھوپھی نام کا کوئی رشتہ نہ تھا جو پیار سے اسکے سر پر دست شفقت رکھتا, کبھی کبھی اکلوتا ہونا بھی ہمارے اپنوں کے لئے باعث عزاب بن جاتا ہے, صد شکر تھا کہ ننھیال میں اکلوتے ماموں تھے جو آخری رسوم کی ادائیگی کے بعد اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے

گئیے۔-بختیار ملک (ماموں) کی زوجہ محترمہ ایک طرح دار اور تیکھے مزاج کی حامل خاتون تھی-کاہلی نے اس پر مزید چار چاند لگا دیا تھا-زنیرہ کی ہم عمر ایک بیٹی بھی تھی رمشہ, وہ اسکا ہی خیال اور دیکھ ریکھ کر لیتیں تو بہت تھا کجا کہ ایک اور بچی کی دیکھ بھال! اور وہ بھی اپنا خون نہیں, ! مگر مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق انھیں اس کی بھی ذمہ داری قبول کرنی پڑی- مگر بات بات پہ جھڑکنا اور ڈانٹ دینا یہ انکے روز کا معمول بن گیا- بات یہ نہیں ہے کہ وہ اس سے نفرت کرتی تھی مگر والہانہ محبت بھی نہ کرتی تھی جو ایک ماں کو اپنی اولاد سے ہوتی ہے-اور وہ انکی اولاد تھی ہی کہاں؟ جوان کے محبت اور چاہت کی مستحق ہوتی اور یہ سب چیزیں جس کا نصیب تھی اسے موصول ہو رہی تھیں- کبھی کبھی وہ رمشہ کو بڑی رشک بھری نظروں سے تکتی-اسکے سر پر سائبان تو مہیا کر دیا تھا بختیار ملک نے, زندہ رہنے کے غذا بھی فراہم کر رہے تھے مگر دل کو زندہ رکھنے کے لیے محبت اور توجہ کی غذا دینے سے قاصر تھے اور اس میں ان کا اپنا کوئی دوش بھی نہیں تھا یہ ایک انسانی فطرت ہے اور بختیار ملک دوسرے انسانوں سے غیر معمولی اور مختلف ہر گز نہیں تھے-اس وقت زنیرہ کے چھوٹے سے ذہن میں بہت بڑی بات سما گئی تھی کہ اسے اس دنیا میں جو بھی کرنا ہے تن تنہا کرنا ہے, پھر دھیرے دھیرے وہ اپنے خول میں سمٹتے چلی گئی, اپنے جڑوں اور شاخوں کو اپنے تک ہی محدود کر لیا, بس

اپنے کام سے کام رکھتی مگر پھر بھی دن میں ایک یا دو بار صباحت کی صورت میں ڈانٹ کا لقمہ اسے مل ہی جاتا اور وہ بھی یہ لقمے کھا کھا کہ سدھرنے کی بجائے ڈھیٹ ہوتی چلی گئی -

وقت کا کام ہے گزرنا سو پر لگا کر گزرتا چلا گیا وہ عمر کی خوبصورت دہلیز پر چڑھتی رہی, وہ نوعمری کا دور تھا جب ایک شب اپنے کمرے میں بیڈ پر نیم دراز ہاتھوں میں موبائل تھامے وہ اسائنمنٹ کے لئے کچھ مواد سرچ کر رہی تھی تبھی اسکرین پر نمودار ہونے والی اک بے حد خوبصورت تصویر پر نے اسے اپنی جانب متوجہ کر لیا, وہ چونکی, ایسا حسن و جمال ایسا حسین شاہکار آج تک اس کے نظروں سے نہیں گزرا تھا وہ خود بے حد حسین تھی مگر مقابل کا حسن دیکھ کر اسکا حسن پانی پانی ہو گیا وہ کوئی حسن پرست بھی نہیں تھی مگر نہ جانے کیوں اس تصویر کو دیکھ کر ٹھٹھکے بنا نہ رہ پائی شاید اس حسین بزرگ کی ایمان سے چمکتی آنکھوں نے اسے اپنی جانب راغب کیا تھا یا پھر اس معمر شخص کی نور برساتے چہرے نے! ان کا لباس چیخ چیخ کر واضح اعلان کر رہا تھا کہ وہ کوئی اسلامی مبلغ ہیں, اسے مذہب سے کوئی خاص لگاؤ نہیں تھا اور نہ ہی اطراف میں مذہبی ماحول پایا تھا مگر نہ جانے کیوں انہیں دیکھ کر اسے سچے دل سے اللہ یاد آیا تھا- وہ کوئی چھوٹا سا پانچ منٹ کا ویڈیو تھا جس پر مولانا کی تصویر شو ہو رہی تھی ان کے حسن سے

New Era Magazine

متاثر ہو کر صرف اور صرف انہیں دیکھنے کی چاہت اور تجسس میں اسکے انگلیوں نے اسکرین کو چھوا تھا- مولانا کا حسن سامنے ظاہر ہوتے ہی وہ مسمرائز ہو گئی, سفید لباس, پر رعب چہرہ, شہد سے میٹھا لہجہ, ایک پاکیزہ سحر تھا جو نگاہ کو باندھ گیا- وہ ٹکٹکی باندھے دیکھے گئی, وہ ویڈیو نماز پر مبنی تھا جس میں نماز کی خوبیاں اور فائدے بتانے کے ساتھ ساتھ نماز پڑھنے کی تاکید بھی مولانا بڑے جذب کے عالم میں بار بار کر رہے تھے- وہ متاثر انکے الفاظ سے نہیں لہجے سے ہوئی تھی الفاظ تو ہر ذی روح ادا کر لیتا ہے مگر ایسا نرم و ملائم, شہد سے میٹھا لہجہ خدا کسی کسی کو نصیب کرتا ہے جسکی برکت سے دیکھنے والے کی باطنی و ظاہری دنیا پل میں بدل جاتی ہے اور وہ اپنا نہیں بس خدا کا ہو کر رہ جاتا ہے- اس وقت اسکا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا اس وقت ان کے الفاظ اسکے کانوں میں نہیں سیدھا دل پہ اتر رہے تھے, اسکے دل کے صفحات پر آہستہ آہستہ نقش ہوتے جا رہے تھے, نماز پر مبنی اس پانچ منٹ کے ویڈیو نے اسکی زندگی میں آنے والے لاکھوں, کروڑں پانچ منٹ کو ایک نیا رخ دیا تھا- اسکے بعد اسے نماز سے اسے ایک الگ طرح کی انسیت ہو گئی تھی- نو عمری میں پہلا عشق اسے اپنی نماز سے ہوا تھا- اس قدر مضبوطی سے اس نے نماز کا دامن پکڑا تھا کہ اب وہ چاہ بھی لے تو نماز اسے نہیں چھوڑتی تھی, وہ سنہرا دور یوں ہی نماز کو پکڑنے, سدھارنے اور پختہ کرنے میں بیت گیا- میٹرک کے بعد اسکول

New Era Magazine

کو خیر آباد کہہ کر اسے کالج جوائن کرنا پڑا۔ ساری سہیلیوں نے اسکی آرٹس کالج میں داخلہ لیا تھا مگر چونکہ اسکا رجحان سائنس کی طرف زیادہ تھا اسلئے اس نے سائنس کالج میں داخلہ لے لیا, نئی جگہ, نیا ماحول, نئے دوست, تب پہلی بار اسکے دوستوں نے اسے پردے جیسی عظیم نعمت سے روشناس کرایا تھا۔ اتفاق سے اسکی ساری سہیلیاں پردے کا خاص اہتمام کرتی تھیں, اس نے بھی انکی سنگت اپنانے میں ذرا دیر نہیں کی۔ وہ کہتے ہیں نہ سنگت ایسی چیز ہے جو گر اچھائی سے ملاپ کر لے تو دنیا میں عزت و احترام کا سبب بن جاتی ہے اور آخرت میں باعث بلند درجات مگر اس کے برعکس اگر یہی سنگت برائی کے مسکن جا پہنچے تو ذلت و رسوائی کا منہ دکھانے کے علاوہ آخرت میں شرم سے سر جھکانے پر مجبور کر دیتی ہے, رب دو عالم کا اس پر خاس کرم تھا کہ اس نے نہایت پاکیزہ اور اچھی سنگت اپنائی تھی۔ پہلی بار جب اس نے امی سے عبایاں خریدنے کی فرمائش کی تو وہ ہتھے سے اکھڑ گئیں.

"ہمارے خاندان میں آج تک کسی نے عبایاں نہیں پہنا!"

خشمگیں نگاہوں کی زد میں لیتے ہوئے اسے گھورا,

"تو اس میں میری کیا خطا, میں نے تو نہیں منع کیا تھا آپ لوگوں کو." نہ چاہتے ہوئے بھی وہ تلخ ہو گئی, جائز بات پر بھی انکا ٹوکنا اس پر سخت ناگوار گزرتا تھا

"زبان درازی میں تو تمہارا کوئی ثانی نہیں, اگر یہی لچھن شادی کے بعد بھی رہے نہ تو زبان کتر کے رکھ دے گی تمھاری ساس, پھر دیکھوں گی کیسے فر فر چلتی ہے یہ زبان "صباحت بھی سارا حساب مع سود کے چکتا کرتی تھیں, آتے جاتے موسم گواہ ہیں, ڈوبتا سورج ٹمٹماتے تارے گواہ ہیں کہ اسکی اور مامی کی آج تک نہیں بنی, طنز کا تبادلہ دونوں فریقین بڑی مہارت اور ذوق و شوق کے ساتھ کرتی تھیں اور یہ شغل شاید آگے بھی جاری رہنا تھا, بعض رشتے آم کے کیری جیسے ہوتے ہیں, کچھ کھٹے, کچھ میٹھے ایسا ہی رشتہ زنیرہ اور صباحت کا بھی تھا, دونوں کیل کانٹوں سے لیس ہو کر ایک دوسرے پر خوب طعنہ زنی کرتیں مگر خفا ہو کر یا ناراضگی میں ایک دوسرے سے بات کرنا کبھی ترک نہ کرتیں, زنیرہ اپنا کیس سیدھا ماما کے عدالت لے گئی اور جیت اسکی قسمت کا ستارہ بنی, ماموں نے اسے عبایاں لینے کی اجازت بخوشی دے دی وہ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ انکار کی صورت میں گناہوں کی گٹھری انکی گود میں ہی گرنی تھی, اپنے اوپر عبایاں ڈالتے وقت پہلی بار اس کے اندر تحفظ کا احساس جاگا تھا یہ احساس اتنا زور آور تھا کہ اس کے بغیر گھر سے باہر نکلنا اسکے آنکھوں نے تصور کرنا چھوڑ دیا اور دوسری بار وہ اپنے حجاب کے عشق میں مبتلا ہوئی تھی, اس واقعہ کے بعد سے جب بھی گھر میں اسے کوئی مسلہ درپیش آتا یا صباحت اسکے کسی بھی خواہش یا راستے کا کانٹا بنتیں تو وہ

New Era Magazine

سیدھا ماموں کے عدالت میں پیش ہو جاتی اور بختیار ملک ہر بار جیت کا پھول اسکی جھولی میں ڈال دیتے, بختیار ملک اپنی بیگم کے تلخ مزاج سے اچھی طرح واقف تھے, چونکہ وہ خود بھی کام کے سلسلے میں مصروفیت کے باعث اکثر زنیرہ پر توجہ دینے سے غافل رہ جاتے اس لئے بلا چوں چرا اسکی ضدمان لیتے, انھیں اس پر مکمل اعتماد تھا کیونکہ اس نے آج تک اپنے لئے جو بھی فیصلہ لیا تھا غلط نہیں تھا, پورے گھر میں بختیار ملک کا کافی رعب اور دبدبہ تھا, ایک بار وہ جو بھی فیصلہ لے لیتے, گھر کے باقی افراد کو اف تک کرنے کی سکت نہیں ہوتی مگر آج بات اسکے انا کی تھی, اسکی عزت نفس آج طوفانی ہواؤں کے زد میں تھی, یہ جنگ اسے ہر حال میں جیتنی تھی, بے صبری سے وہ رات کا انتظار کرنے لگی کہ کب ماموں آئیں اور وہ انکے حضور حضری دے...

****

"ماموں آپ سے کچھ ضروری بات کرنی تھی" رات کے ڈنر سے فراغت پا کر حسب معمول بختیار ملک لائبریری کے ایک گوشے میں مطالعے میں مصروف تھے تبھی وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی,

"جی زنیرہ بیٹا بولیں کیا بات ہے" کتابوں کو ٹیبل پر رکھ کر وہ بھرپور متوجہ ہوئے,

"جی....وہ....میں..وہ....." وہ گڑبڑائی-

New Era Magazine

"ہاں بیٹا بولیں کیا بات ہے, آپ گھبرا کیوں رہیں. ".انھوں نے حوصلہ افزائی کی, مگر وہ ایک لفظ بھی آگے نہیں بڑھ پائی, ڈھیر ساری ہمت اور بہت سارا حوصلہ لے کر وہ جو یہاں آئی تھی, سب لاج اور شرم کے قبر میں دفن ہو گئیں, اپنی شادی کا تذکرہ اپنے منہ سے کرنے میں اسے خاسی جھجک محسوس ہو رہی تھی, کئی خاموش لمحے چپکے سے گذر گئے مگر وہ انگلیاں مروڑے, نظریں زمین میں گاڑے خاموش کھڑی رہی, کافی دیر جب وہ کچھ نہیں بولی تب بختیار ملک کی آواز لائبریری میں گونجی۔

"اچھا ادھر آئیں بیٹا, یہاں بیٹھیں, بہت دنوں سے ہمیں بھی آپ سے کچھ ضروری بات کرنی تھی" آنکھوں کو چشموں کی قید سے آزاد کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہتے ہوئے اپنے دائیں ہاتھ کے اشارے سے اپنے سامنے والے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا, وہ ایک ٹرانس کی کیفیت میں چلتے ہوئے انکے مدمقابل آکر بیٹھ گئی, "بیٹا جو بات ہم آپ سے کہنے جا رہے ہیں کافی غور طلب ہے. "سوچ و فکر میں ڈوبی آواز زنیرہ کے سماعتوں میں اتری, وہ متوجہ ہو کر انھیں دیکھنے لگی جو اپنی بات کے آغاز میں تمہید باندھ رہے تھے۔

New Era Magazine

"ہم جانتے ہیں سفیر کے فیصلے نے ہم سب کو ایذاء پہنچائی ہے خاص کر آپ کو مگر اب ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اللہ نے اسکا جوڑ آپ کے ساتھ لکھا ہی نہیں تھا, اک سرد آہ لبوں سے خارج کرتے ہوئے وہ گویا ہوئے

"عائشہ بہن کو ہم برسوں سے جانتے ہیں, بہت پر خلوص نیک دل اور خدا ترس خاتون ہیں, باقاعدہ پیام ڈال کر گئیں ہیں وہ, بہت مرادوں اور چاہتوں سے مانگ رہی تھیں تمہیں, ولید سے بھی مل چکے ہیں ہم بہت بھلا اور نیک بچہ ہے, ہمارا ارادہ آپ کو ولید سے منسوب کرنے کا ہے, عائشہ بہن کو زبان بھی دے دی ہے, ہمیں یقین ہے کہ آپ ہمارے زبان کی لاج رکھیں گی" بڑے وثوق کے ساتھ کہتے ہوئے اسکے کاندھے پر محبت بھرا دباؤ ڈالتے ہوئے بختیار ملک کی آنکھوں میں اعتبار و فخر کا عنصر نظر آیا, وہ سن رہ گئی, اسے لگا جیسے اسکا وجود دھماکوں کی زد میں آگیا ہو, لب پھڑ پھڑا کر رہ گئے, وہ پتھرائی آنکھوں سے ان ہی کی جانب دیکھ رہی تھی جو کچھ پل کے لئے نظریں چراتے ہوئے نظر آئے جو زنیرہ کی نظروں سے مخفی نہیں رہ سکا, کچھ توقف کے بعد, بنا زنیرہ کی جانب دیکھے وہ پھر گویا ہوئے.

"عائشہ بہن جلد ہی شادی کی خواہ ہیں, آپ کے فائنل پیپر کے بعد شادی کی ڈیٹس رکھا ہے ہم نے" ایک اور بم سماعتوں کے گرد پھٹا تھا.

"رات بہت ہو چکی ہے اب آپ کو بھی ریسٹ کر لینی چاہیے, باقی باتیں بعد میں ہوں گی" مستحکم لہجے میں کہتے ہوئے اپنی بات اسکے گوش گزار کر وہ دوبارہ سے کتابوں کی جانب متوجہ ہو گئے, نہ عدالت لگی نہ سنوائی ہوئی سیدھا فیصلہ ہو گیا, دل کے بغیامیں مردنی چھا گئی, خوابوں کے پرندے ہوامیں معلق ہو گئے اس وقت اسے اپنا وجود خاک کے ذروں سے بھی ارزاں لگنے لگا, دل سے نکلی فریاد زباں تک آتے آتے دم توڑ گئی, بارہا اسکے سسکتے دل نے فریاد کی مگر لب کہنے سے انکاری تھے, لبوں کی ان دغابازی پر آنکھوں کی ساحلوں پر اشکوں کا ہجوم ہو گیا, مچلتے آنسوؤں کی چہرے کی معراج سے پہلے وہ الٹے قدموں پیچھے ہٹی اور دوڑتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب بھاگی مبادا امامی یا رمشہ کی نظر نہ پڑ جائے, کسی کے بھی سامنے اپنا کمزور پہلو دکھانے سے اسے سخت چڑ تھی. دوسروں کی نظر میں وہ ایک بہادر لڑکی تھی, چٹان کے مانند بہت سخت اور مضبوط, کمرے میں پہنچتے ہی وہ بکھر گئی, وہیں دروازے کے وسط میں وہ سکڑ کر بیٹھ گئی, ٹھوڑی کو گھٹنوں پر ٹکاتے ہوئے وہ سسک پڑی, آنکھوں میں امڈ آئے سیلاب کو راستہ مل گیا, آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر تارے گرتے رہے اور اسکے دامن میں جذب ہوتے رہے...

****

New Era Magazine

شادی کی تیاریاں اپنے شباب پر تھیں, سارا دن وہ جلی بلی کے پیر کے مانند ادھر سے ادھر پھرتی رہتی مگر دل کو چین و قرار نہیں مل رہا تھا. بوجھل لمحے, اداس دن, خاموش راتیں, وہ اعصابی طور پر تھکنے لگی تھی, اسکے برعکس صباحت زور و شور سے اسکی شادی کی تیاریوں میں بے طرح مصروف نظر آئیں, آج بھی اسکے جہیز کے لئے کچھ ضروری سامان باقی رہ گیا تھا جسے وہ خریدنے گئی تھیں, زنیرہ کو بھی ساتھ لے جانے کی خواہشمند تھیں مگر اسکے صفاچٹ انکار پر دو حرف لعنت کے بھیج کر وہ رمشہ کو اپنے ساتھ لے گئیں, بختیار ملک کسی ضروری کام کے سلسلے میں گھر سے باہر تھے, پورے گھر میں سناٹوں کی حکمرانی تھی, خالی گھر میں وہ چکرائی چکرائی پھر رہی تھی, طرح طرح کی سوچیں دبے پاؤں ذہن کے دریچوں پر دستک دے رہی تھی, وہ سوچ کے سمندر میں غلطاں تھی تبھی امید کی ایک لہر نظر آئی, تنہائی نے سوچ کو ہوا دی, دبے پاؤں وہ لائبریری چلی آئی, وہ اس بات سے بخوبی واقف تھی کہ بختیار ملک اپنے حساب کتاب کی اور فون نمبر کی ڈائری, سب یہیں پر رکھتے تھے, شیلف میں ڈھیر لگے کتابوں میں سے وہ فون نمبر کی ڈائری بے چینی و اضطرابی کیفیت میں ڈھونڈھنے لگی, ڈائری کے ہاتھ لگتے ہی ایک سکون بھری سانس اسکے لبوں سے خارج ہوئی

New Era Magazine

ولید....زیر لب بڑبڑاتے ہوئے بے قراری میں وہ تیزی سے پنے پلٹنے لگی تبھی اسکی نظر آخری صفحہ کے آخری لائن میں "ولید بیٹا" لکھے لفظ پر پڑی, اسکی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی, دل خوشی سے دھڑکنے لگا وہیں ٹیبل پر پڑے پین کو اٹھا کر اس نے اپنی سفید کپکپاتی ہتھیلی پر نمبر لکھا اور ڈائری کو اپنی موجودہ جگہ پر ٹھکانے لگانے کے بعد لائبریری سے تیزی سے رخصت ہوئی, کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے کنڈی کو کس کے لگایا, اس وقت وہ پورے گھر میں تنہا تھی مگر پھر بھی من میں ایک چور سمایا تھا کہ بروقت مامی کی آمد نہ ہو جائے, دھڑکتے دل کے ساتھ نمبر لکھے ہاتھوں کو اس اپنے نظروں کے سامنے کیا

"نہ جانے فون کون اٹھائے" بے چینی سے کہتے ہوئے اس نے لب کچل ڈالے, نمبر ڈائل کرتے وقت ہاتھوں کی لرزش واضح تھی, سماعتوں میں دھک دھک کی یلغار تھی..

"ہیلو" ایک بھرپور قسم کی مردانہ آواز ماؤتھ پیس سے ابھری.

"جی ولید رحمان بات کر رہے ہیں" دھک دھک کی شور میں اپنی ہی آواز کافی دبتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی, خاصا زور ڈالتے ہوئے بولی.

"جی بات کر رہا ہوں" آپ کون؟

New Era Magazine

"میں....میں...... زنیرہ بات کررہی ہوں" زبان کی لڑکھڑاہٹ پر اس نے بمشکل قابو پایا تھا-

"زنیرہ......." زیر لب کہتے ہوئے وہ شاید ذہن کے پردے کھنگال رہا تھا اس نے تصور کی آنکھ سے سوچا.

"اوہ ہاں" شاید اسے یاد آگیا تھا-

"جی فرمایئے," وہی مخصوص قسم کی سنجیدگی سے بھرپور جاندار آواز-

"میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں یہ شادی نہیں کرسکتی-میں...میں.... کسی اور سے محبت کرتی ہوں" اٹک اٹک کر بالآخر اس نے فقرہ مکمل کردیا مگر دوسری طرف دل دہلادینے والی خاموشی چھا گئی.

"ہیلو آپ سن رہے ہیں نا؟," ایک طویل خاموشی کے وقفے سے وہ گھبرا اٹھی.

"جی سن رہا ہوں آپ بس فرماتی جائیں" برف سے ٹھنڈے لہجے میں وہ گویا ہوا جبکہ اس کے لہجے کی سختی پر وہ پسینہ پسینہ ہوگئی.

میں آپ سے شادی ہرگز نہیں کرسکتی پلیز اس رشتے سے انکار کردیں آگے کا فقرہ ادا کرتے ہی اس نے جھٹ سے موبائل کاٹ کر بیڈ پر فٹ بال کے مانند اچھال دیا اور

New Era Magazine

قریب رکھے چیئر پر دراز ہو کر اپنی بے قابو ہوتی سانسیں ہموار کرنے لگی, ماتھے پر پسینے کی ننھی ننھی بوندیں خوف اور گھبراہٹ کی ترجمانی تھی

"اف اللہ اگر تھوڑی دیر اور بات کرتی تو اس بندے نے اپنے لہجے سے ہی مار دینا تھا مجھے "ایک لمبی سانس خارج کرتے ہوئے وہ خود سے ہم کلام ہوئی

"اب بندے میں ذرا بھی غیرت اور انا ہوگی تو اس رشتے سے صاف انکار کر دے گا"

ہاتھ جھاڑتے ہوئے وہ بڑے سکون سے بیڈ پر آڑے ترچھے ہو کر لیٹ گئی, اطمینان سے پلکوں کی جھالر کو اپنے چہرے پر گراتے ہوئے اس کے فرشتوں کو بھی یہ علم نہیں ہوگا کہ سکون کی اس مدت نے صرف چند ساعتیں پائی تھی..

****

ہاتھوں میں لگی حنائی, سرخ چوڑیوں سے مزین گوری باہیں, نارنجی رنگ کے کامدار شرارے میں ملبوس وہ اپنا دلہن والا سراپا آئینے کے سامنے بڑی تحیر نظروں سے تک رہی تھی, آنکھیں سچ کا سراتھامنے سے انکاری تھے, سارا حرباء, ترکیبیں اور دعائیں سب اس کاتب تقدیر کے آگے دم توڑ گئی, اس کے مقدر کی تختی پر لفظ کن لکھ دیا گیا تھا فیاکن کا عمل جاری تھا, صباحت خلاف توقع اس شادی کو شاندار بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی, رمشا نے بھی ہر فنکشن میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا لاکھ تکرار

New Era Magazine

سہی شکوہ شکایت سہی مگر تھی تو اس گھر کی بیٹی, ڈھیر ساری دعاؤں اور چاہتوں کے چھت تلے اسے زندگی کی نئی شاہراہ پر رخصت کرتے وقت بیٹی کے فرض سے با عافیت فارغ ہونے پر بختیار ملک کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو تیرتے نظر آئے جب کہ وہ حواس باختہ سی یقینی اور بے یقینی کی کیفیت میں پیا دیس سدھار گئی,

****

قلیل رقبے پر محیط ایک چھوٹی لائبریری, جس کے ایک سرے پر شیلف رکھ کر ساری کتابیں قرینے سے سجائی گئی تھی, چھت کے بیچوں بیچ آویزاں میڈیم سائز کا پنکھا جو اپنے مالک کو راحت دینے کے لیے جی جان سے پسینہ بہا رہا تھا, اس کے عین نیچے ایک ٹیبل اور صرف دو کرسیوں کا اضافہ کیا گیا تھا اس کے علاوہ کمرے میں کسی اور چیز کی نہ گنجائش تھی اور نہ ہی خواہش,, دونوں کرسیوں میں سے ایک پر وہ براجمان انتہائی ذہنی ردوکش میں سگریٹ پر سگریٹ سلگائے جا رہا تھا- کتابوں سے اسے عشق تھا, ہر طرح کی کتابیں اس کے شیلف میں باآسانی دستیاب رہتیں جن سے وہ خود بھی فیض یاب ہوتا اور دوسروں کو بھی اس سے محروم نہ رکھتا, یہ لائبریری اس نے حال ہی میں اپنے دل کی تسکین اور تقاضائے طمانیت کو مد نظر رکھ کر تعمیر کروائی تھی, جب بھی وہ ذہنی

New Era Magazine

اعصاب کا شکار ہوتا یا دل بوجھل احساس کے تلے دبتا محسوس ہوتا تو وہ اپنے وجود کو لے کر لائبریری کی آغوش میں سما جاتا۔آج بھی ذہن کو پر سکون رکھنے کی یہ ایک چھوٹی کوشش تھی, نظریں ہنوز کھڑکی سے باہر کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں۔رات کا دوسرا پہر دم توڑ رہا تھا, دور افق پر نظر آنے والا چاند اس کے غم میں برابر کا شریک تھا , جابجا بکھرے پڑے تارے اسے مایوسی سے تک رہے تھے, متوالی چال چلتی ہوائیں اسے اداس دیکھ کر خود اداسی کا لبادہ اوڑھ لیتی اور چپکے سے سرک جاتیں, کئی ان گنت لمحے اداسی سے دبے پاؤں گزرتے جارہے تھے۔

لائبریری سے ملحقہ بیڈروم میں اس کی ایک شب کی دلہن جسے اس کے آنے یا نہ آنے سے کوئی سروکار نہیں تھا,اسے بھی کمرے میں جاتے ہوئے سخت کوفت اور بیزاری محسوس ہو رہی تھی, آج اس کی شادی تھی مگر اس شادی کو مجبوری اور بے بسی کے علاوہ کوئی دوسرا نام نہیں دے سکا, سلگتے سگریٹ کی مانند اس کا ذہن بھی سلگ رہا تھا, آنکھوں میں سرور, دل میں بے پناہ مسرت, لبوں پر لا محدود مسکراہٹ جو ایسے موقع پر کسی بھی نوجوان کی طبیعت کا خاصہ ہوتی ہے اسکا چہرہ ان سب چیزوں سے عاری تھا, زندگی کسی کسی پر یوں آزمائش بن کر اترتی ہے کہ انسان قفس میں قید پرندے کی مانند بس پھڑ پھڑا کر رہ جاتا ہے مگر رہائی نصیب نہیں ہوتی, قدرت نے اس

سے ہمیشہ سخت امتحان لئے تھے یا تو وہ بہت ذہین تھا یا پھر اسے آزمائش میں مبتلا رکھنا قدرت کا پسندیدہ مشغلہ تھا-

اسکی زندگی ہمیشہ سے تکلیف دہ تو نہیں تھی, مضبوط چٹان کی مانند سر پر باپ کا سایہ تھا تو ریشم جیسے نرم لہجے میں بولتی ماں کی دعائیں تھیں, اور اپنی نٹ کھٹ باتوں سے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرنے والی چھوٹی بہن کا ساتھ تھا, اپنے پیاروں کی ہمراہی میں خوشی و مسرت کا جھولا جھولتے ہوئے وہ بارہ کا آکڑا پار کر آیا تھا جب اچانک سکون کے اس سمندر میں ارتعاش برپا ہو گیا, ایک رات جب اس کے بابا رحمٰن صاحب سوئے تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو گا کہ اگلی صبح کا سورج دیکھ نہیں پائیں گے, ہارٹ اٹیک کے حملے نے انہیں زندگی کی مہلت نہیں دی اور وہ وہیں ملک عدم سدھار گئے اور اپنے پیچھے جان سے بڑھ کر پیاروں کو روتا بلکتا اکیلا چھوڑ گئے- مضبوط چٹان کا سایہ اٹھتے ہیں زندگی تیز دھوپ کی تھپیڑوں میں آگئی, حالات کے کروٹ بدلتے ہی رشتے داروں نے کروٹ لینے میں دیر نہیں لگائی- مصیبت, تکلیف اور پریشانی کے دورانیے میں عزیز و اقارب کے ایسے ایسے رنگ دیکھنے کو ملتے ہیں جتنے رنگ شاید بازاروں میں نہ دستیاب ہوں-

New Era Magazine

ولید کے دادا, دادی اس دنیا میں حیات نہیں تھے, صرف ایک تایا(راحیل) تھے جو مع اپنی فیملی, ان کے گھر سے قدرے فاصلے پر رہائش پذیر تھے-دونوں بھائیوں میں خوب محبت تھی, ملاقات اور گھر آنے جانے کا سلسلہ دونوں گھرانوں میں اس وقت تک چلا جب تک ولید کے بابا زندہ تھے, ان کے جاتے ہی سلسلے کی کڑیاں ٹوٹ گئیں, محبت کی زنجیریں جس نے دونوں گھرانوں کو باندھ کر رکھا تھا رحمٰن صاحب کی جاتے ہیں جگہ جگہ ان زنجیروں میں زنگ لگتی چلی گئی, آخری بار ولید نے اپنی تایا تائی کو اپنے والد کے آخری رسوم کیے کچھ دنوں بعد اپنے گھر میں دیکھا تھا جو اس کی والدہ(عائشہ بیگم)کو صبر کی تلقین کر رہے تھے اور کسی بھی ضرورت کے تحت انہیں یاد فرمانے کی نصیحت بھی کر رہے تھے, مگر ساتھ ہی تائی مہنگائی کا رونا'رونا نہیں بھولی تھیں, اس کی والدہ نڈھال اور مجبور ضرور تھیں مگر نہ سمجھ اور کم عقل ہرگز نہیں تھی جو تائی کی معنی خیز باتوں کا مطلب نہ سمجھتیں, اس دن کے بعد تایا تائی جو گئے تو کبھی پلٹ کر خبر لینے کی زحمت گوارا نہیں-وقت بھی خوب کھیل کھیلتا ہے کبھی اپنی اچھائی دکھا کر غیروں کو بھی اپنا مداح اور شیدائی بنالیتا ہے اور کبھی اپنا بدترین شکل دکھا کر اپنوں کو بھی بد ظن کروا دیتا ہے, یہ ایک ایسا پہیہ ہے جس کے تلے دب کر انسان بس روتا, بلکتا اور کراہتا ہے-

New Era Magazine

دومرلے پر بنی شاندار سی عمارت رحمٰن صاحب کے اچھے دنوں کا منہ بولتا ثبوت تھا, چار افراد پر مشتمل اس چھوٹی فیملی نے اپنے رہنے کے لئے گراؤنڈ فلور کو ترجیح دی تھی اور اوپری منزل کو ولید صاحب نے اچھے سے فنشنگ کروا کر لاک کر دیا تھا, وہ کہتے ہیں نا اچھے وقتوں پر کیا جانے والا صحیح کام برے وقت میں ڈھال بن کر کھڑا ہو جاتا ہے ان کے ساتھ بھی کچھ یہی ہوا تھا, جوانی میں بیوگی کی چادر اوڑھتے ہی عائشہ بیگم ٹوٹ گئیں, جینے کا مقصد دم توڑ گیا, دنیا ختم سی لگنے لگی, اطراف سے مکمل بے خبر ہر وقت وہ آنسو بہاتے رہتیں یا پھر کمرے میں منہ دیے پڑی رہتیں مگر کمرے کے کونے کھدروں سے ٹپکتی وحشت اور بچوں کے چہروں پر پھیلی حراس دیکھ کر وہ چونکیں, اپنی بے خبری پر جی بھر کر غصہ آیا جو چلا گیا اس کا غم مناتے مناتے جو موجود ہے اسے فراموش کرنے لگی تھیں, اپنے بچوں کی خاطر ایک بار پھر وہ زندگی کی طرف لوٹیں مگر حسرتیں تمنائیں, بہاریں سب بہت پیچھے چھوٹ چکے تھے, اب جو ایک نئی عائشہ دنیا والوں کے سامنے تھی زخمی پیر, شکستہ دل, خالی دامن, صرف حالات کے ایک جھٹکے نے ان کی زندگی تہہ و بالا کر دی, ایسے حالات میں ہوش سے کام لیتے ہوئے انہوں نے اوپری منزل کو اچھے طریقے سے رنگ و روغن کروا کے کرائے پر دے دیا تھا جس سے اتنی آمدنی مل جاتی کہ گھر کا خرچ بآسانی چل جاتا باقی ولید اور چھوٹی بیٹی فروا کی

New Era Magazine

پڑھائی کے اخراجات اور دیگر اضافی خرچ کے لیے انہوں نے گھر پر ہی ٹیوشن کھول لی تھی۔

عائشہ بیگم B. A پاس تھیں, تعلیم ایک ایسی نعمت ہے جو کسی بھی مقام پر رائیگاں نہیں جاتی, اسی تعلیم نے آج انہیں دوسروں کے در پر جانے سے سختی سے روک دیا تھا, جب کبھی عائشہ بیگم بیمار ہو جاتی یا کچھ اور مسئلہ کھڑا ہو جاتا تو ولید ان کی جگہ بخوشی بچوں کو پڑھا دیا کرتا جس سے اس کے نالج میں کافی اضافہ ہوا تھا اور کانفیڈنٹ لیول میں بھی کافی ترقی ہوئی تھی مگر کچھ عرصہ بعد جب عائشہ بیگم گھٹنوں میں درد کی وجہ سے مستقل طور پر بیمار رہنے لگیں تو ساری ذمہ داری خود بخود ولید پر آ گئی جسے اس نے خوشی خوشی قبول کر لی, خود کی پڑھائی جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ ٹیوشن اور دیگر کام میں توازن برقرار رکھنا مشکل ترین کام تھا مگر ناممکن بالکل نہیں تھا, ایک ٹف روٹین گزارنے پر وہ مجبور ضرور تھا مگر بیزار ہرگز نہیں تھا, زندگی اسی نشیب وفراز کے ساتھ گزرتی رہی اور وہ ہر موافق اور ناموافق حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا رہا۔اس کی انتھک محنت اور کاوشوں کا ہی نتیجہ تھا کہ ایم بی اے کی ڈگری حاصل کرتے ہی ایک بہت ہی اعلی وعمدہ بینک میں شاندار سی جاب رب دوعالم نے اس کی قسمت میں لکھ دی اور زندگی جیسے تپتی دھوپ سے کسی سایہ دار شجر تلے آ گئی, وہ ہوا جو کبھی اس کے مخالف

New Era Magazine

سمت میں چلی تھی آج اپنے ساتھ بہاریں لے کر آئی تھی, قدرت کی طرف سے لیے گئے اس کڑی امتحان میں وہ فعل نہیں بلکہ امتیازی نمبروں سے پاس ہوا تھا, حالات کی چکی میں پس جانے کی بجائے وہ سورج کی طرح ابھر کر ظاہر ہوا تھا, دراز قد, متناسب جسم و پرکشش آواز کا مالک ولید رحمان جب اپنی تھری پیس سوٹ میں ملبوس روزانہ آفیس کے داخلی دروازے سے ایک شان بے نیازی سے اندر داخل ہوتا تو کئی رشک بھری نظریں اسے خود پر مرکوز ملتیں مگر وہ خود ستائش یا غرور جیسی مغلطات میں مبتلا نہیں ہوا تھا, اپنی جدوجہد اور کٹھن لمحوں کو وہ ہر گز فراموش نہیں کر سکتا جو ایک مدت تک اس نے گزاری تھی- زندگی جیسے طوفان کی اونچ نیچ لہروں سے گزر کر ساحل پر پہنچ گئی تھی اب ہر سو چین و سکون کے پودے لہلہانے لگے تھے-

ایک گلابی شام جب سورج مغرب کی باہوں میں سونے کے لئے بے تاب تھا, وہ اپنے لان میں کرسی پر دراز ہاتھوں میں چائے کی پیالی تھامے چائے کے خوش رنگ و خوش بو دار ذائقے کی چسکی لیتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ رہے پرندوں کے مرغولے کو بڑی دلچسپ نظروں سے دیکھ رہا تبھی عصر کی نماز سے فارغ کر عائشہ بیگم ہاتھوں میں تسبیح کا دانہ لئے قریب چلی آئیں-

New Era Magazine

"آئیں امی بیٹھیں, اور یہ فروا کدھر ہے نظر نہیں آ رہی, اپنی بغل والی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنی نٹ کھٹ اور چلبلی بہن کا تذکرہ کیا, آج اس کے آفس کی چھٹی تھی سو راوی چین ہی چین تھا,

"نادیہ کے گھر گئی ہے, آتی ہی ہو گی" نادیہ اس کی بچپن کی سہیلی تھی اور پڑوس میں رہنے کے باعث دونوں بلا جھجک اور روک ٹوک ایک دوسرے کے گھر آتی جاتی رہتی تھی اس لئے وہ ریلیکس ہو کر بیٹھ گیا-

"بیٹا تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی پر سمجھ نہیں آ رہا کیسے شروعات کروں, "تسبیح ایک طرف رکھتے ہوئے وہ بڑی شش وپنج میں مبتلا نظر آئیں جو ولید کی نظروں سے مخفی نہیں رہ سکا-

"کیا بات ہے امی, مجھ سے کسی بھی مسئلے پر گفتگو کرنے کے لیے آپ کو کسی بھی تمہید کی کوئی ضرورت نہیں آپ بلا جھجک کوئی بھی بات مجھ سے شئیر کر سکتی ہیں, ان فیکٹ حکم کریں آپ", بڑی سعادت مندی سے جواب دیتے ہوئے وہ عائشہ بیگم کا سیروں خون بڑھا چکا تھا, کچھ ہمت بندھی-

"ایک بہت ہی پیاری اور چاند سی لڑکی ہے میری نظر میں, میری دلی خواہش ہے وہ اس گھر کی بہو بنے, تمہاری دلہن بنے, "عائشہ بیگم کی دلی مراد بالآخر زباں پر آ ہی

گئی, آخری جملے پر خاصہ زور ڈالتے ہوئے وہ جواب طلب نظروں سے اسے تکنے لگیں,
ان کی بات سنکر وہ تحیر و خوش گوار لہجے میں مسکراتے ہوئے کپ کو سامنے پڑے ٹی
ٹیبل پر رکھا اور اپنے مضبوط ہاتھوں میں کمزور و جھریوں بھرے ہاتھوں کو تھام کر بڑی
عقیدت سے گویا ہوا,

"بس اتنی سی بات کے لئے آپ اتنی پریشان دکھائی دے رہی تھیں, اپنی بہو تلاش کرنا
یہ آپ کا حق ہے امی جان-

"پر بیٹا ایک مسئلہ ہے, اسکی بات کاٹتے ہوئے وہ بیچ میں بول پڑیں-

"میں جس لڑکی کی بات کر رہی ہوں "زنیرہ", وہ وہی ہے جس کو سفیر کے لئے
تمہاری تائی نے پسند کیا تھا, اور جسے سفیر نے شادی سے انکار کر دیا تھا, "کچھ جھجکتے کچھ
لجاجت بھرے لہجے میں وہ بول رہی تھیں مگر آنکھوں میں امید کی کرن واضح رقص کر
رہی تھی, وہ اپنے ماں کی خواہش سمجھ گیا تھا,

"مجھے اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ اس کو کس نے پسند کیا اور کس نے نہ پسند کیا
, میرے دل کی تسکین کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ آپ کی پسند ہے اور آپ کی یہ پسند
مجھے دل کی تمام تر گہرائیوں سے قبول ہے, " اپنا دلی رضامندی دیتے ہوئے وہ ایک
فرمانبردار بیٹا ہونے کا ثبوت دے رہا تھا جبکہ اسکے آسانی سے مان جانے پر عائشہ بیگم کی

باچھیں کھل گئیں, چہرے پر مسرت کا انبار نظر آیا, خوشی سے اسے گلے لگاتے ہوئے دعائیں دینے لگیں اور اتنے عرصے میں پہلی دفعہ اس نے بغیر دکھاوا اور ملاوٹ کی خالی سچی مسکراہٹ اپنے ماں کے لبوں پر سجی دیکھی تھی, دل کے تہہ خانوں میں ایک سکون سا اتر آیا تھا, مگر چار حرف پر مشتمل لفظ "سکون" اگر اتنی آسانی سے میسر ہو جائے تو رونا کس بات کا رہے, قدرت کو اس سے شاید کچھ اور امتحان لینا باقی رہ گیا تھا,

وہ ایک تپتی دوپہر تھی جب سورج مہاراج آگ برسا برسا کر اپنے ہونے کا بھرپور احساس دلا رہے تھے, حبس اور گرمی سے عام آدمی نڈھال وہ پریشان تھے, وہ ان سب چیزوں سے بہت پرے اپنے آفس کے ایئر کنڈیشن روم میں بڑے ہی مطمئن انداز میں اپنے کام میں مصروف تھا تبھی فون کی گھنٹی نے اس کے اندر ہیجان سا برپا کر دیا, اس وقت اس کی حالت دوسرے عام آدمیوں سے مختلف نہ تھی- جو بات فون کے دوسری طرف سے اس نے سنی تھی اس کے تن بدن میں آگ لگانے کے لیے کافی تھی, ائیر کنڈیشن کے روم میں بھی اسکے آنکھوں سے چنگاریاں پھوٹ رہی تھی, غصے کی حدت سے کان کی لوئیں تک سرخ ہو گئیں مگر ضبط کی انگلی مضبوطی سے تھامے, ایک پل بھی ضائع کئے بغیر اس اپنے گھر کی راہ لی, بہت ہی سیدھی اور صاف ستھری زندگی گزاری تھی اس نے, ہر قدم پھونک پھونک کر رکھا تھا اور اپنے لیے ایسی ہی

New Era Magazine

لڑکی کا خواہشمند ہے جو نیک سیرت پر اخلاق اور باکردار ہو مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹا تھا, وہ ایسے کسی بھی لڑکی کو اپنی پاکیزہ زندگی میں جگہ ہر گز نہیں دے سکتا تھا جسکا کردار داغدار اور اس کے لئے باعث شرم اور اذیت ہو, گھر میں پہلا قدم رکھتے ہی جو منظر اس کی نظروں نے دیکھا وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں پایا, لاؤنج میں بچھے کارپیٹ پر باکس اور جیولری کے ڈبے جابجا بکھرے پڑے تھے ان ہی ڈبوں کے ڈھیروں کے بیچ و بیچ عائشہ بیگم بیٹھی نظر آئیں, ہاتھ میں ایک جیولری باکس تھا جسے وہ بڑے ذوق و شوق سے فروا کو دکھانے میں مشغول تھیں اور ساتھ ہی آگے کے پلاننگ بھی بڑے جوش و خروش کے ساتھ اس کے گوش گزارتی جا رہی تھیں, فروا بھی بڑی خوشی و مسرت کے ساتھ ہاں میں ہاں ملانے میں پیش پیش تھی,

"ارے بھائی آپ آ گئے!!!اس پر نظر پڑتے ہی فروا اپنی جگہ سے اٹھی اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس کے لئے پانی لانے کیچن کی طرف بڑھ گئی جبکہ وہ وہیں ساکت کھڑا رہا,

"یہ دیکھو بیٹا یہ سیٹ کیسا ہے!!انہوں نے مڑ کر ولید کی جانب دیکھا جواب بھی دہلیز پر ہی کھڑا تھا, وہ اس قدر اپنی دھن میں تھیں کہ اسے اندر بلانے کا شاید انھیں خیال تک نہیں آیا, سونے کے باریک تاروں سے نقاشی کیا ہوا ایک بہت ہی خوبصورت سا

نیکلس جسے ان کے ابا جی نے ان کی شادی پر بطور تحفہ دیا تھا, اسے دکھاتے ہوئے عائشہ بیگم کا چہرہ دمک رہا تھا,

"یہ میں زنیرہ کو منہ دکھائی میں دوں گی, باقی شادی کے فنکشن کے لیے ہمیں جلد سے جلد اور سیٹ کے آرڈر دینے پڑیں گے, بہت کم عرصہ رہ گیا ہے اور آدھے سے زیادہ تیاریاں باقی ہیں سر پر!!" وہ ہلکان سی نہ جانے اور کیا کیا کہتے جا رہی تھیں اسے اس وقت کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا اگر کچھ دکھائی دے رہا تھا تو صرف اپنے ماں کے چہرے پر پھیلی خوشی, خوشی ان کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی, زنیرہ نام کا ورد کرتے کرتے انکی زبان نہیں تھک رہی تھی, ان کے چہرے پر بکھرے جا بجا مسکراہٹ کو اس نے یاسیت سے بھرپور نظروں سے دیکھا, جس مقصد سے وہ یہاں آیا تھا دم توڑ گیا, مدتوں بعد میسر ہوئی اس خوشی کو وہ اپنی ماں کے چہرے سے کھینچ کر جدا کرنے کی ہمت نہیں جٹا پایا, بلآخر اپنے دل کو مار کر وہ شادی پر رضامند ہو گیا مگر آنکھوں میں چمکتے جگنو کہیں جنگل میں کھو گئے, دل کی دہلیز پر تالا مار کر چابی اس نے نفرت اور بدگمانی کے سمندر میں پھینک دی, اب وہ اس کی بیوی تو بن سکتی تھی مگر دل کی ملکہ نہیں, اس کی جیون ساتھی تو بن سکتی تھی مگر روح کی نہیں, پھر وہ گھڑیاں بھی آ گئی جب آنکھوں میں خواہشوں اور تمناؤں کا دیپ جلائے بغیر وہ اس لڑکی کو بابل کی

دہلیز پار کروا کر اپنی زندگی میں شریک کر چکا تھا مگر دل میں شریک کرنے کا اسکا نہ کوئی ارادہ تھا اور نہ ہی کوئی چاہت,

سگریٹ سلگا سلگا کر جب بہت حد تک وہ متنفر ہو چکا تو اٹھ کر بیڈ روم کی طرف چل دیا, رات کا نہ جانے کون سا پہر تھا وہ اندازہ نہ کر پایا, کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک غلط نظر بیڈ پر ڈالے بغیر وہ اپنے وارڈروب کی طرف بڑھ گیا, ہینگر کیے ہوئے کپڑوں میں سے کرتا شلوار ملتے ہی وہ واش روم جانے کی غرض سے مڑا مگر نظر غیر ارادی طور پر بیڈ پر لیٹے سرخ رنگ میں ملبوس نور مجسم پر پڑ گئی, ایک بجلی سی آ گزر گئی, نظریں ایک بار اٹھی تو پلک جھپکنا بھول گئیں, وہ بس ایک ٹک سا دیکھے گیا, حسن و معصومیت کا ایسا امتزاج اس کی نظروں نے پہلی بار چکھا تھا, وہ اس کے حسن و معصومیت کے فسوں میں کھو سا گیا, ایک ٹرانس کی کیفیت میں خراماں خراماں چلتا ہوا وہ اس کے بالکل سامنے آ کھڑا ہوا , یہ ایک غیر ارادی عمل تھا جسکا اسے احساس تک نہ تھا, اس کا چہرہ اب بالکل نظروں کے سامنے تھا, اسکے کتابی چہرے کو وہ نظروں سے پڑھ رہا تھا, اس کے ایک ایک نقش کو وہ اپنے اندر....... کہیں بہت اندر اتارتا جا رہا تھا.......... قطرہ... قطرہ......

نیند کے نشے میں چور غلافی خوبصورت آنکھوں پر خم دار پلکوں کی جھالر آنکھوں کو مزید رونق بخش رہی تھی, ستواں ناک پر سونے کی باریک تاروں والی چھوٹی سی نتھیا جس پر

ایک ننھے ڈائمنڈ کا راج تھا, اسکے چہرے کی زینت بن کر وہ بھی شاید اپنی قسمت پر نازاں تھے, لالی بکھیرتی ڈوبتے سورج کے مانند سرخ لبوں کی چھب ہی نرالی تھی, نظریں ہنوز اسکی گداز لبوں پر تھیں تبھی اس کے ذہن کی اسکرین پر آواز ابھری, وہ ٹھٹکا "میں یہ شادی نہیں کر سکتی, میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں.. "الفاظ تھے یا گرم سیال اسکے کانوں میں انڈیل دیا گیا تھا, اس کی روح تک جھلس گئی, اس پر نظر پڑتے ہی مدہوشی نے جو اسے اپنے شکنجے میں جکڑا تھا کافور ہو گئی, ہوش کی دنیا میں آتے ہوئے اسے ذرا دیر نہیں لگی, اسے اپنا آپ ایک ان دیکھی آگ میں جلتا محسوس ہوا, سختی سے جبڑے بھیج کر نفرت اور حقارت بھری نگاہ اس سوئی ہوئی حسینہ پر اچھال کر وہ واش روم کی طرف بڑھ گیا.....

****

نہ جانے کتنی دیر اور وہ سپنوں کے سمندر میں غوطے لگاتے رہتی تبھی دروازے پر مسلسل ہونے والی دستک پر ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی, خمار آلود نظروں سے اس نے اپنے اطراف کا جائزہ لیا, بڑی مہارت سے رنگ و روغن کیا گیا سفید رنگ کا کمرا اور ہم رنگ پردے ایک منفرد اور پاکیزہ نقشہ پیش کر رہے تھے, قیمتی قالین سے لے کر کر جدید

New Era Magazine

طرز پر بنا جہازی سائز بیڈ جس پر وہ براجمان تھی سب کمرے کے مکین کے اعلٰی ذوق کا مظاہرہ کر رہے تھے, وہ سراہے بنا رہ نہ سکی, بیڈ سے متصل دیوار پر آویزاں قل کے فریم کو وہ بڑے عقیدت سے تک رہی تھی تبھی دروازے پر ایک بار پھر ہونے والی دستک پر وہ چونکی,

"پلیز آجائیں" سر پر پلو رکھ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی,

"اسلام و علیکم بھابھی جان, کیسی ہیں آپ" شوخ و چنچل فروا کمرے میں داخل ہوتے ہی بھابھی کے گلے کا ہار بن گئی,

"میں ٹھیک ہوں, تم کیسی ہو, "اس نے بھی رسمِ آداب نبھائی اسی اثنا میں دروازہ کھول کر دو تین خواتین کمرے میں داخل ہوئیں, سب کو ایک کورس میں سلام کرنے کے بعد وہ وہیں جز بز سی کھڑی رہی. اسے کنفیوژ کھڑا دیکھ کر ایک خواتین آگے بڑھیں "ماشاءاللہ بہت پیاری ہے میری بیٹی, اللہ نظر بد سے بچائے, ارے بیٹا کھڑی کیوں ہو بیٹھو" آگے بڑھ کر اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیر کر بیڈ پر بٹھانے والی یہ اس کی ساس عائشہ بیگم تھیں جب کے پیچھے کھڑی رہ جانے والی خواتین میں ایک تو سفیر کی والدہ تھیں جنہیں اس نے ایک بھی لمحہ ضائع کئے بغیر پہچان لیا تھا جب کہ دوسری خواتین سے وہ ناآشنا تھی شاید دور پار کی کوئی رشتہ دار ہوں یا پڑوسی

New Era Magazine

"ویسے صحیح کہا ہے کسی نے سارے کھیل قسمتوں کے ہوتے ہیں ورنہ اتنے ارمانوں سے تمہیں پسند کیا تھا مگر نہ جانے سفیر کے عقل میں کیا سمائی کے لے دے کہ اتنی اچھی لڑکی رد کردی" لٹھ مار انداز میں کہتے ہوئے نہ جانے چاند سی بہو سے دستبردار ہو جانے کا قلق سائرہ (سفیر کی والدہ) کو پچھتاوا بن کر ستا رہا تھا یا پھر اسے کم مائیگی کے احساس میں مبتلا کرنے کی یہ ان کی شعوری سازش تھی وہ سمجھ نہیں پائی مگر جس خدشے کے تحت وہ اس شادی سے انکاری تھی اسی خدشے نے حقیقت کا روپ دھارنے میں دیر نہیں لگائی تھی, اپنے لئے استعمال کئے جانے والا لفظ "رد" سن کر وہ کھول اٹھی, پہلی ہی منزل پر اسے ہتک اور تضحیک کا ڈوز پلا یا جا چکا تھا وہ بس سپاٹ چہرہ لئے بیٹھی رہی جبکہ باقی نفوس پر بھی یہ بات ناگوار بن کر برسی, جوابی وار کے لئے فروا نے لب کھولنا چاہے مگر عائشہ بیگم کی آنکھوں میں سرزنش دیکھ کر اسکے لب بھینچ گئے۔

" صحیح کہا بھابھی آپ نے سارے کھیل نصیبوں کے ہوتے ہیں, رب کائنات نے ایسا روشن ستارہ میرے بیٹے کی دسترس میں لکھا تھا تو کسی اور کے گریبان میں کیسے ٹانک دیا جاتا" خلاف مزاج عائشہ بیگم نے درپردہ بہت کچھ باور کرانے کی کوشش کی جس کا مفہوم جیٹھانی صاحبہ کو سمجھنے میں ذرا دیر نہیں لگی "بجا فرمایا تم نے عائشہ, میرے بیٹے

New Era Magazine

کی قسمت میں تو چاند کا ساتھ لکھا ہے, اب بھلا چاند کے آگے ستارے کی کیا بساط"
طنزیہ حملہ کرتے ہوئے ڈھٹائی اور خباثت میں سائرہ نے نئے ریکارڈ قائم کیے, انہیں یہ بات بالکل ہضم نہیں ہو رہی تھی کہ دو دن کی آئی ہوئی اس لڑکی کے آگے عائشہ بیگم ان سے بحث کر رہی تھی جو تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے بھی گھبرا جاتی تھیں۔

"رہنے دیں بھابی یہ مناسب موقع نہیں ہے اس قسم کی گفتگو کا, میرے خیال میں آپ لوگوں کو معاملہ فہمی سے کام لینا چاہیے" پیچھے کھڑی خواتین نے وقت کی نزاکت کا احساس دلاتے ہوئے گفتگو میں حصہ لیا عائشہ بیگم خاموش ہو گئیں جبکہ سائرہ اپنی زبان کا جوہر دکھا کر چلتا بنی۔

"تائی جان سمجھتی کیا ہیں خود کو, جو من میں آئے کہیں چلی جاتی ہے, ان کو کوئی حق نہیں ہے کسی کی دل آزاری کا, "فروا کو اپنی پیاری بھابھی کی تضحیک و تضلیل بالکل اچھی نہیں لگی,

"تم سائرہ بھابھی کی باتوں کو دل پر مت لینا بیٹا اسے تو عادت ہے کریلا چبا کر بات کرنے کی" عائشہ بیگم اس کی دلجوئی کرنے لگی جس کا چہرہ قدرے پھیکا پڑ چکا تھا, اتنے پیار ومان سے وہ اسے منا رہی تھی انہیں مطمئن کرنے کے لئے بد وقت وہ مسکرائی۔

New Era Magazine

"ماشاءاللہ, اللہ نظر بد سے بچائے" دعائیں دیتے ہوئے عائشہ بیگم نے چٹاچٹ اس کی بلائیں لے ڈالی, وہ پھیکی سی ہنسی ہنس دی,

"جلدی سے تیار ہو جاؤ, تمہارے مایکے والے ناشتہ لے کر آتے ہی ہوں گے, ابھی فون پر گفتگو ہوئی ہے تمہاری امی سے, جلدی سے تیار ہونے کی نصیحت اس کے سپرد کرکے باقی دونوں کو لے کر وہ کمرے سے باہر روانہ ہو گئی, ان کے جاتے ہی ایک سرد آہ اسکے لبوں سے خارج ہوئی, ایک عجیب سی بے کلی نے آن گھیرا-

"توزنیرہ بی بی یہ پہلا تجربہ تھا, ایسے بہت سے تلخ تجربے سے گذرنے کے لئے تیار ہو جائیں, خود سے کلام کرتے ہوئے اسے خود پر بے ساختہ غصہ آیا اور اپنی بے بسی پر رونا بھی, بے دلی سے مارے باندھے وارڈروب سے ایک فینسی سوٹ نکال کر وہ واش روم کی جانب بڑھ گئی,, نہا کر نکلی تب بھی ذہن پر سفیر کی والدہ کی باتوں کی بازگشت جاری تھی, امی کے آنے کے آثار نظر نہیں آرہے تھے, ٹہل ٹہل کر جب پاؤں شل ہونے لگے تو آرام کی غرض سے وہ بستر پر جا بیٹھی, تبھی دھڑلے سے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا, ایک ہاتھ سے موبائل کانوں میں لگائے دوسرے ہاتھ میں فائل تھامے بنا ادھر ادھر دیکھے وہ سیدھا رائٹنگ ٹیبل کی طرف بڑھ گیا, وہ شاید کسی سے فون پر باتوں میں مصروف تھا,

"آپ کون؟"

جوں ہی زنیرہ کی نظر اس پر پڑی تو بے اختیاری میں پوچھ بیٹھی مگر لمحے کے ہزارویں حصے میں اسے اس بات کا ادراک ہو چکا تھا کہ یہ سوال پوچھ کر اس بہت بڑی غلطی کر دی ہے, ہو نہ ہو یہ ولید رحمان کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا, مگر "اب پچھتائے کا ہوت جب چڑیاں چگ گئی کھیت", اپنی فائل کی تلاش میں بڑھا اس کا ہاتھ ایک پل کے لئے ساکت ہوا, اس نے پلٹ کر بیڈ پر بیٹھی اس پری پیکر کو دیکھا, پہلے تو ولید کی آنکھیں سکڑیں پھر حیرت سے کھلی رہ گئی, ایک ایک قدم پر زور ڈالتے ہوئے اس نے وہاں تک پہنچنے میں ذرا دیر نہیں لگائی جبکہ اسکے قدموں کی دھمک زنیرہ کے سماعتوں میں کسی ڈھول کی مانند گونجنے لگی, وہ گھبرا اٹھی.

"اوہ! تو اب آپ کو میرا تعارف بھی چاہئے" موبائل کانوں سے پرے کر کے اسکے بالکل مقابل کھڑا وہ ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا جبکہ وہ پھٹی نگاہوں سے اسکے چہرے کو تک رہی تھی جہاں کرختگی کا ریلا امڈ آیا تھا.

"تو سنیے محترمہ, مابدولت کا نام ولید رحمان ہے اور بدقسمتی سے ہم آپ کے شوہر نامدار لگتے ہیں.. زہرخند لہجے میں کہتے ہوئے اپنا تعارف دینے کے بعد پھر وہ رکا نہیں لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرہ عبور کر گیا, اسکے جاتے ہی زنیرہ نے اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال

New Era Magazine

کی, تعارف تھا یا تعارف کا پتھر تھا جو زور سے اس پر پھیکا گیا تھا, وہ کراہ بھی نہ سکی, جھنجھلا کر خود کو کوسنے لگی, اپنی غائب دماغی پر جی بھر کر غصہ آیا, پچھلے کچھ دنوں سے وہ اس قدر الجھاؤ کا شکار تھی کی جسکے نام سے وہ منسوب تھی, جسکے نام سے وہ اس چھت تلے براجمان تھی اسے ہی فراموش کر بیٹھی تھی, پچھلی رات اس قدر تھکن اور زہنی انتشار نے اسے اپنی چپیٹ میں لے رکھا تھا کہ جب فروا اور اسکی کزن اسے ولید کے کمرے میں چھوڑ کر گئیں, اس پر نیند کا غلبہ اس قدر حاوی تھا کہ بیڈ پر دراز ہوتے ہی نیند کی دیوی نے اپنے آنچل سے اسے ڈھانپ لیا اور وہ سابقہ رات اسکے دید سے محروم رہ گئی مگر آج جس انداز میں اس نے اسے اپنے دید کا شربت پلایا تھا تا عمر وہ اس ذائقے کو فراموش نہیں کر سکتی تھی,,, دو چار کوسنے اسکے حوالے کر کے بیڈ پر بیٹھی وہ اپنے مائیکے والوں کا بے صبری سے انتظار کرنے لگی....

****

ولیمے کی تقریب شہر کے نامور حال میں منعقد کی گئی تھی جو خیر و عافیت سے گزر گئی... شادی کے ہنگامے سر دپڑتے ہی مہمانوں نے رخت سفر باندھا, زندگی کی ڈگر پھر اپنے معمول پر آکر رک گئی,, ولید صبح تڑکے آفس کے لئے روانہ ہو جاتا تو رات کو ہی واپسی کی امکان ہوتے اور اگر کبھی کسی چھٹی کے باعث گھر میں رہنے کا موقع فراہم ہو

جاتا تو اسے یکسر نظر انداز کر کے یا تو اپنے فائلوں سے سر کھپا تا رہتا یا پھر اپنی ماں اور بہن کے درمیان بیٹھ کر خوش گپوں میں مصروف رہتا,, زنیرہ کئی دنوں سے اسکے حرکات و سکنات جائزہ بغور لیتی آرہی تھی, شادی کے بعد سے اب تک اس نے ایک بھی دفعہ اس سے مخاطب کرنے کی زحمت تک گوارہ نہیں کی,, اپنے سارے کام وہ خود ہی کرتا حتیٰ کہ رات کو بیڈ پر سونے کی بجائے صوفے کو ترجیح دیتا مراد وہ اس سے کسی بھی قسم کا تعلق رکھنے کا روادار نہیں تھا, یہ سب چیزیں اسے حیرانی و پریشانی میں مبتلا کرنے کے لیے کافی تھی, اس شادی کے خلاف تو وہ تھی مگر اسکے رویے دیکھ کر وہ سخت اچمبھے میں آگئی, تو کیا ولید نے بھی کسی مجبوری کے تحت مجھ سے شادی کی ہے؟ مگر کیوں؟ اس کیوں کے آگے سوچ کے پرندے پھڑ پھڑا کر رہ جاتے مگر کچھ سمجھ نہیں آتا,,,,, اسے ولید سے کوئی بیر نہیں تھا اور نہ ہی اس کے رویے اسے تکلیف دیتے تھے, ایک معتدل رشتہ تھا جو محبت اور نفرت سے بہت پرے تھا, اسے اسکے رویے سے کوئی سروکار نہیں تھا چاہے وہ کچھ بھی کرتا پھرے, کونسا وہ اسکے عشق میں گوڈے گوڈے دھنسی تھی جو اسکی بے رخی اور نظر اندازی پر آٹھ آٹھ آنسو بہاتی, دو حرف بھیج کر وہ اپنی روزمرہ کی روٹین لائف میں مشغول ہو گئی,,,, شوخ و چنچل سی فروا کی ہمراہی میں اسے وقت گذرنے کا احساس تک نہیں ہوتا اور عائشہ بیگم اس قدر محبت اور چاہت سے اس سے

پیش آتیں کہ کبھی کبھی وہ خود ساختہ شرمندگی کے احساس سے گھِر جاتی اتنی محبت, عزت اور مان کی اس نے صرف تمنا کی تھی مگر آج یہی تمنا حقیقت کے پر لگا کر اسکے آنگن uاتر چکی تھی, ان محبتوں اور چاہتوں کی پھوار میں وہ پور پور بھیگنے لگی, روح کی پیاسی زمین سیر اب ہوتی جارہی تھی, جو بھی تھا بہر حال اس شادی کو اٹل حقیقت مان کر اس گھر کے مکین کو بھی اس نے دل سے اپنا مان لیا تھا...

****

عائشہ بیگم کے گھٹنوں میں ہلکا ہلکا سا درد مستقل طور پر رہنے لگا تھا, انکے نہ نہ کرنے کے باوجود اکثر وہ گھٹنوں کی مالش کر دیتی, ایک روز جب وہ عائشہ بیگم کے کمرے میں انکے گھٹنوں کی مالش میں مصروف تھی تبھی انکی سوچ میں ڈوبی ہوئی آواز زنیرہ کے سماعتوں میں اتری۔

"جانتی ہو بیٹا جب میں نے پہلی بار تمہیں دیکھا تھا تو میرے دل سے کیا صدا نکلی تھی" گھٹنوں پر حرکت کرتے اسکے ہاتھ پل بھر کو ساکت ہوئے, اس نے نا سمجھی کے عالم میں انھیں دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں,, اپنے پیروں پر حرکت کرتے اسکے ہاتھوں کو روکتے ہوئے وہ اسے ماضی کی سیر کروانے لگیں۔

"جانتی ہو بیٹا سفیر کے حوالے سے سائرہ بھابھی کے ساتھ جب پہلی بار میں تمہارے گھر گئی تھی تو تمہیں دیکھتے ہی میرے دل سے بے اختیار ایک فریاد نکلی تھی کہ کاش یہ میری بہو ہوتی اور شاید وہ قبولیت کا لمحہ تھا تبھی تو عرش پر میری دعا آناًفاناً پہنچادی گئی اور آج دیکھو تم میرے گھر کی زینت ہو،،،، زنیرہ نے دیکھا وہ حولے سے مسکرا رہی تھیں۔

"اس وقت جب سائرہ بھابھی تمہیں کنگن پہنارہی تھیں تو مجھے ان پر بڑا رشک آیا کہ کتنی سوہنی بہو اپنے گھر لے جارہی ہیں مگر جب تمہارے ماموں سے ملاقات کا موقع میسر ہوا تب مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ تم میری اکلوتی اور عزیز سہیلی صفیہ کی نشانی ہو جو جواں عمری میں ابدی نیند سو گئی......زنیرہ عائشہ بیگم کے چہرے کی جانب یکساں دیکھ رہی تھی جہاں یاسیت نے ڈیرے جمالئے تھے۔

"پتہ ہے شادی سے پہلے میں اور صفیہ دو جسم اور ایک قلب ہوا کرتے تھے، بہت گاڑھی چھنتی تھی ہماری مگر شادی کے بعد ہم ایسا بچھڑے کہ کبھی دوبارہ ملنے کی مہلت نہیں ملی۔ پھر میں اپنے حالات کے بھنور میں پھنس گئی" کہتے کہتے کچھ دیر کے لئے انھوں نے وقفہ لیا جبکہ زنیرہ دم سادھے ساکت نظروں سے انھیں دیکھتی رہی، کچھ توقف کے بعد وہ پھر گویا ہوئیں،

New Era Magazine

"زندگی کی دوڑ میں حالات جب لڑکھڑا کر گرتے ہیں تو سب سے پہلے رشتے ہی انھیں کچل کر آگے بڑھتے ہیں, میرا مائیکہ دوسرے شہر میں تھا خیر قریب بھی ہوتا تو مجھے یقین ہے کچھ خاص فرق نہیں پڑتا, لے دے کے ایک جیٹھانی تھی وہ بھی ایسی گئیں کہ دوبارہ پلٹ کر خبر نہ لی, برسوں بعد جب انکی آمد ہوئی تو اس غرض سے کہ بڑی بیٹی کی منگنی تھی, اس میں شرکت کے لئے وہ نیوتا دے کر گئی تھیں اسکے بعد دوسری بیٹی اور اور چھوٹے بیٹے سفیر کے شادی کے دوران بھی یہ سلسلہ جاری رکھا شاید وہ دوسروں پر یہ تاثر چھوڑنا چاہتی تھیں کہ شادی, بیاہ یا کسی بھی موقع پر وہ اپنی بیوہ دیورانی کو بھولتی نہیں ہیں,,, کہتے کہتے چند سانسیں لینے کے لئے وہ رکیں,, زنیرہ کی نظریں مستقل انکے چہرے کا طواف کر رہی تھیں, ایک لمبی مسافت طے کرنے کے بعد چہرے پر جو تھکن اور اذیت کے آثار ہوتے ہیں, وہی آثار انکے چہرے کے بدلتے رنگوں سے وہ بخوبی اندازہ لگا سکتی تھی کہ ایک صدی انھوں نے کانٹوں بھرا سفر ننگے پاؤں طے کیا ہے..

"میں بھی کتنی پاگل ہوں, کیا باتیں کرنے جا رہی تھی اور کیا لے کر بیٹھ گئی", یاسیت سے مسکراتے ہوئے عائشہ بیگم نے ماتھے پر ہلکا سا چپت رسید کیا پھر اسے بتانے لگیں-

New Era Magazine

"جب مجھے اس بات کا علم ہوا کہ تم میری اکلوتی مرحوم سہیلی کی بیٹی ہو تو تم سے ایک الگ طرح کی انسیت پیدا ہو گئی, خود کو یہ تسلی دے کر سمجھا لیا کہ کوئی بات نہیں میرے گھر نہ سہی, خاندان میں تو آ رہی ہے مگر جب سائرہ بھابھی کی زبانی سفیر کے فیصلے سے مجھے آگاہی ہوئی تو میں اندر ہی اندر خوشی سے پھولے نہیں سمائی, قدرت کی طرف سے فراہم کئے گئے اس سنہرے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بار پھر میں سوالی بن کر تمہارے ماموں کے در پہنچ گئی, پہلے تو وہ اس رشتے کے حق میں بالکل نہیں تھے, کہیں نہ کہیں انھیں اس بات کا خدشہ تھا کہ شاید زنیرہ کو یہ بات ناگوار لگے یا اسکے دل کو ٹھیس پہنچے مگر میں نے صفیہ کے قسم کی بیڑی انکے پیروں میں باندھ دی جسے وہ توڑ نہیں پائے, انکے فرار ہونے کے سارے راستے میں نے مسترد کر دیے چار و ناچار انھیں حامی بھرنی پڑی,, مگر اب میں سوچتی ہوں تو بے اختیار اپنے رب کا شکرانہ بجالانے کو دل کرتا ہے کہ تمہیں بہو بنانے کا میرا فیصلہ درست نکلا,, تم بہت مخلص, باحیا اور نیک دل ہو, اللہ پاک خوشیوں کا شامیانہ سدا تمہارے سر پر برقرار رکھیں میری بچی, پیار سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس شفیق عورت کے لبوں سے دعائیہ کلمات ادا ہو رہے تھے جبکہ اپنی اتنی تعریف پر وہ جھینپ گئی,, اپنی ساس کو, اپنی والدہ کی عزیز سہیلی کے روپ میں پا کر وہ خوشی سے پھولے نہیں سمائی, ایک الگ

New Era Magazine

طرح کی محبت اس گھر کے مکین کے لئے اسکے اندر پروان چڑھنے لگی,, دل کے شیشے پر بدگمانی اور غبار لے کر وہ جو اس گھر میں قدم رنجہ فرمائی تھی عائشہ بیگم کی میٹھی میٹھی باتوں کی پھوار نے سب صاف اور شفاف کر دیا تھا اب ہر سو اجالا اور نکھرا نظارہ تھا, وہ مطمئن اور مسرور سی ہو کر انکے گھٹنوں پر سر ٹکا گئی.....

****

ولید کا رویہ اسکے ساتھ ویسا ہی تھا جیسا روز اول تھا, ہاں لیکن ایک تبدیلی یہ ضرور ہوئی تھی کہ ماں اور بہنوں کے سامنے وہ اسے مخاطب کر لیتا کیونکہ انھیں کسی بھی قسم کے شک وشبہ میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا مگر کمرے میں داخل ہوتے ہی اس سے یکسر لا تعلق اور بے گانا سا ہو جاتا مانو اسکے علاوہ کمرے میں کوئی رہتا ہی نہیں, صرف رات کو سونے کی غرض سے وہ کمرے میں آتا اور آتے ہی صوفے پر چادر تان کر لمبا لیٹ جاتا, اسکی عجیب سی حرکتیں اسکی سمجھ سے باہر تھی, اسکی سرد مہری اور اور چہرے کی سختی سے وہ تھوڑا خائف رہنے لگی تھی- عائشہ بیگم کے بارہا کہنے پر بھی وہ اسکو کچھ دن مائیکے رہنے کے لئے چھوڑنے پر راضی نہیں ہوا, اسکے ساتھ کہیں بھی جانے کے لئے وہ رضا مند نہیں تھا اسلئے آفس کے کام کا بہانا بنا کر معذرت کر لی, زنیرہ اسکی نیت سے خوب واقف تھی, وہ جانتی تھی کہ وہ صرف اسے اپنے ساتھ نہ لے جانے کے لئے آفس کا

خالی خولی بہانا بنا رہا ہے اسلئے اس نے ماموں کو فون کر کے بلا لیا, گھر پہنچ کر پتا چلا کہ مامی کوئی عزیزہ کی فوتگی پر اپنے مائیکے گئی ہوئی ہیں, رمشہ اپنی پڑھائی اور دیگر مصروفییت کیے باعث اسے زیادہ وقت نہیں دے پاتی جیسا کہ پہلے سے ہوتا چلا آ رہا ہے, ہمیشہ کی طرح ماموں بھی اپنے کام کے سلسلے میں زیادہ تر وقت باہر ہی رہتے ایسے میں چند ہی دنوں میں وہ اوب گئی اور شدت سے اسے اپنا گھر یاد آنے لگا جہاں سارا دن پر لگا کر ایسے گذر جاتا کہ وقت کا کچھ پتا ہی نہیں چلتا. وہ جانتی تھی ولید تو اسے لینے آنے سے رہا اس لئے خود ہی ماموں کے ساتھ واپس آ گئی, اپنے گھر میں پہلا قدم رکھتے ہی اسکے اندر پھیلی بے قراریوں کی رات پر سکون کی چاندنی بکھر گئی, سچ کہتے ہیں, لڑکیوں کا اصل گھر اسکا سسرال ہوتا ہے جہاں سکون بھی ملتا ہے اور عزت بھی ورنہ باپ کی دہلیز پر بوڑھی ہونے والی لڑکیوں کے قسمت میں تو صرف ترس اور طنز ہی ہوتے ہیں,, فروا اور عائشہ بیگم نے پر جوشی سے اسکا خیر مقدم کیا تھا جبکہ ولید کا رویہ وہی ٹھنڈا اور جذبات سے خالی تھا بہر حال وہ ان کے بیچ پہنچ کر مطمئن ہو گئی تھی, انھیں شب و روز کے میلے میں سفیر کی شادی کا کارڈ موصول ہوا, زنیرہ نے سنا تو طبیعت کی ناسازی کا کمزور سا بہانا تراش کر شادی میں جانے سے صاف انکار کر دیا- کسی بھی صورت وہ اسکا سامنا کرنا نہیں چاہتی تھی, اسکا نام سن کر ہی اسکا حلق تک کڑوا ہو جاتا کجا کہ اسکی شادی میں

New Era Magazine

شریک ہوناوہ توسوچ بھی نہیں سکتی تھی,,فرواہر باتوں سے یکسر انجان اسے شادی پر لے جانے پر مصر تھی,,عائشہ بیگم چونکہ اسکی دلی کیفیت سے تھوڑا بہت واقف تھیں اس لئے اس پر کسی بھی قسم کا کوئی دباؤ نہیں ڈالا تھا,اسے چھوڑ کر تینوں نے ہی شادی و ولیمے میں شرکت کی تھی,ولیمے کی تقریب سے گھر لوٹتے ہی فروانے زنیرہ کو جالیا جو عائشہ بیگم کے کمرے میں بیڈ کی چادر درست کر رہی تھی,

"توبہ ہے بھابھی سفیر بھائی کی وائف تو اس قدر بولڈ ہیں کہ کیا بتاؤں"

"کیوں کیا ہوا؟"چادر کے بعد تکیے کو صحیح جگہ پر رکھتے ہوئے اس نے نا سمجھی کے عالم میں پوچھا-

"کیا بتاؤں بھابھی,پورے محفل میں سفیر بھائی کی وائف یوں دندناتی پھر رہی تھی جیسے کسی اور کی تقریب میں شرکت کرنے آئی ہوں,ایک بزرگ خاتون نے انھیں اسٹیج پر جا کر بیٹھنے کی صلاح دی تو انھوں نے بڑے نخوت سے جواب دیا کہ میں ایک جگہ ٹک کر نہیں بیٹھ سکتی اور ویسے بھی یہ سب چیزیں تو اولڈ ہو چکی ہیں"مت پوچھیں بھابھی تائی بھی بہت حد تک شرمندہ اور جھینپی جھینپی سی نظر آرہی تھیں-"فروافر فر سارا رپورٹ اسکے گوش گذار رہی تھی-

New Era Magazine

"ہوں, تو جسکی تلاش میں جناب سر گرداں تھے آخر وہ گوہر نایاب مل ہی گیا, "
سوچتے ہوئے اسے بہت کچھ پچھلا یاد آتا چلا گیا, اپنے چہرے پر کسی بھی تلخ سوچ کا عکس بکھرنے سے قبل وہ گویا ہوئی.

"رات بہت ہو چکی ہے, تمھیں کل صبح کالج بھی جانا ہے اور مجھے بھی تھکن محسوس ہو رہی ہے, ایک کام کرتے ہیں باقی باتیں بعد کے لیے رکھ لیتے ہیں, "حد سے سوا بے زاری اور تھکن کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ اسے کمرے سے لے گئی, اور عائشہ بیگم کو آرام کرنے کا کہہ کر خود اپنے کمرے میں روپوش ہو گئی, سفیر کے بابت کسی بھی قسم کی کوئی بھی گفتگو کرنے میں اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی...

****

ولید کے والد کے جگری دوست قاسم ملک کے بیٹے کی شادی پر وہ سب ہی مدعو تھے مگر حسب عادات زنیرہ نے جانے سے معذرت کر لی مگر اس بار عائشہ بیگم کو اسے گھر پر اکیلا رکھنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس لئے ان کے پر زور اسرار پر اسے حامی بھرنی پڑی,
دوپہر کو ولید نے فون پر سخت تاکید کی تھی کہ اسکے گھر پہنچنے سے قبل ساری خواتین تیار

ملیں, خصوصاً خواتین اپنے بناؤ سنگھار پر کافی وقت صرف کرتی ہیں اور انتظار کی سولی پر الگ لٹکاتی ہیں اور وہ انتظار کی کوفت سہنے کے بالکل موڈ میں نہیں تھا, اسلئے شام کو جب گھر پہنچا تو ساری خواتین حسب ضرورت تیار شدہ ملیں, انھیں کھڑا انتظار کرتا دیکھ کر وہ فریش ہونے کی غرض سے اپنے کمرے کی اور بڑھ گیا, گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑتے ہوئے واش روم کا پٹ وا کرتے جب وہ باہر آیا تو سامنے ہی وہ پری وش بڑی آب وتاب کے ساتھ اسکے بالکل سامنے کھڑی تھی, اس پر نظر پڑتے ہی وہ مبہوت رہ گیا, آسمانی رنگ کے زری دار جوڑے میں اسکا صندلی بدن کسی مجسمے کی مانند اسکے عین سامنے ایستادہ تھا, ہلکے زیور سے آراستہ وہ مورت بلاشبہ اپنے حسن سے سامنے کھڑے بت نما انسان کو مسحور کرنے کا فن رکھتی تھی, اس حسین بلا پر نظر پڑتے ہی اسے ہوش کی دنیا خیر آباد کہنے میں ذرا دیر نہیں لگتی اس میں اسکا خود کا کوئی دوش نہیں تھا, ایسے چہرے شاذ ونادر ہی نظروں سے گذرتے ہیں اس لئے ایک بھرپور نظر ڈالنے سے وہ اکثر گریز کرتا, بڑی تگ ودود کے بعد اس نے ہوش کی رسی تھامی تھی.

"کیا ہوا؟ کوئی کام ہے!" خلاف معمول ولید کے لہجے میں ملائمت کی چاشنی گھلی تھی شاید اسکے سحر سے پوری طرح رہائی نصیب نہیں ہوئی تھی جبکہ ولید کو نیم برہنہ حلیے میں دیکھ کر وہ گڑبڑائی-

"وہ.........دراصل کھڑے کھڑے امی کے گھٹنوں میں درد ہونے لگا تھا اس لئے فروا انھیں لے کر گاڑی میں بیٹھ گئی ہے, امی نے کہا تھا آپ کو دیکھ لوں آپ تیار ہوئے یا نہیں.,,,,اور کمرے میں ابھی لاک بھی لگانا ہے..اس لئے......"ولید نے بغور اسکا جائزہ لیا, ہاتھوں کو بار بار مسلتے ہوئے نظریں زمین پر گاڑے وہ پزل دکھائی دے رہی تھی, شائد اسکے نظروں سے خائف ہوگئی تھی, اس نے خود کو لعنت ملامت کیا.

"تم بیٹھو, بس ابھی تیار ہوا, کہنے کے ساتھ ہی تولیہ بیڈ پر گیند کی مانند اچھال کر وہ وارڈ روب کی جانب بڑھ گیا, وارڈروب کا دروازہ کھول وہ کر اپنے لئے کسی ڈریس کا اانتخاب کرنے میں مصروف تھا اسکی پشت زنیرہ کی جانب تھی, اس نے ایک نظر اٹھا کر ولید کی جانب دیکھا, سرخی چھلکتی رنگت پر چوڑے اور مضبوط کاندھے کسی سخت چٹان کی مانند دکھائی رہے تھے, کسرتی بازوؤں پر مچھلی کی مانند بننے والا ابھار اس بات کی چغلی کھا رہا تھا کہ وہ اپنی جسمانی ساخت پر کافی توجہ ودھیان دیتا ہے, زنیرہ پہلی بار اسے غور سے دیکھ رہی تھی وہ تو اچھا خاصہ ہینڈسم تھا اور ڈیشنگ بھی, پہلی بار اسکا دل ایک الگ لے پر دھڑکا, سانسوں میں اٹھی پکڑ دھکڑ سے گھبرا کر اس نے فوراً نظروں کا زاویہ بدلا.

پانچ منٹ بعد جب تیار ہو کر اس نے چلنے کا عندیہ دیا تبھی موبائل کی بجتی رنگ نے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا, وہ بھی بیڈ سے اٹھی ابھی بمشکل دو ہی قدم اس نے اٹھائے

New Era Magazine

ہوں گے تبھی جوتی میں مقید اسکے پاؤں کو شدید جھٹکا لگا, تیورا کر زمین بوس ہو ہی جاتی اگر پیچھے رکھے بیڈ پر ہاتھوں کو ڈھال بنا کر اس نے خود کو گرنے سے نہ روکا ہوتا, بڑی جدوجہد کے بعد وہ بیڈ پر بیٹھنے میں کامیاب ہوئی تھی, حیرانی اور نا سمجھی سے اس نے دونوں پاؤں کو پھیلا کر نظروں کے سامنے کیا تو حقیقت واضح ہوئی ہے داہنے پاؤں کی ہیل جوتی سے پوری طرح آزاد ہو چکی تھی بس ایک سرا اپنے آباواجداد سے جڑا رہنے کی ناکام کوشش میں مبتلا تھا۔

"افوہ! اسے بھی ابھی ہی ٹوٹنا تھا, جھنجھلاتے ہوئے اس نے بے اختیاری میں ولید کی جانب دیکھا جو اسکی طرف سے پشت پھیر کر فون میں محو گفتگو نظر آیا, اسکا اپنی طرف متوجہ ہونے سے قبل وہ جوتی تبدیل کر لینا چاہتی تھی تبھی اس پر ایک اور انکشاف ہوا کہ جوتی میں لگی اسٹرپ بری طرح سے جام ہو چکی ہے جو کسی صورت نکلنے کا نام نہیں لے رہی تھی, بارہا اس نے جھک کر جوتی کے اسٹرپ کو کھولنے کی جی توڑ کوشش کی مگر ناکام رہی, پھر اس نے نظریں اوپر اٹھائی, آیا وہ دیکھ تو نہیں رہا تبھی بات کرتے کرتے اچانک وہ پلٹا, نظریں نظروں سے ٹکرائیں, فضا میں شعلہ لپکا, اس نے گھبرا کر پلکیں گرا لیں۔

"کیاہوا؟فون پرے کرکے, گمبھیر لہجے میں استفسار کیا-,اسکی بلاوجہ کی تاخیر کوفت اور جھنجھلاہٹ میں مبتلا کررہی تھی-

"وہ...جوتی ٹوٹ گئی ہے مگراسکی اسٹریپ کھل نہیں رہی,"اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کرکے شرمندگی سے کہتے ہوئے وہ بے بسی کی انتہاپر تھی,خفت سے چہرہ سرخ اناری ہوگیا-

"میں پھر کوشش کرتی ہوں,خود کو مقابل کی نظروں کی گرفت میں مقید پاکر وہ لجائی ,ایک بار پھر جھکی وہ پاؤں کو آزاد کرنے کی جی جان سے کوشش کرنے لگی مگرسب بے سود,تھک ہار کر وہ گہری گہری سانسیں لینے لگی,پھر بے چارگی سے اس نے نظریں اوپراٹھائی وہ اب بھی ادھر ہی دیکھ رہاتھاوہ ملتجی نظروں سے مقابل تکنے لگی مگرلبوں پر چپ کاقفل پڑاتھاوہ شایداسکے آنکھوں میں تیرتے التجاکوبھانپ گیاتھایاپھراسکی حالت پراسے ترس آگیاتھایاپھرمزید وقت وہ برباد کرنے کے قطعی موڈ میں نہیں تھا تبھی فوراً بول اٹھا-

"اوہ!توآپ کاارادہ مجھ سے مزدوری کروانے کاہے,"بغیر کسی تاثر کے کہتے ہی وہ اسکی طرف آگے بڑھا,زنیرہ کی دھک دھک کرتی دھڑکنوں میں بھونچال برپاہوگیا, مضبوط قدم زمین پر دھرتاہواوہ اس تک آپہنچاجہاں بیڈپر دم سادھے وہ بیٹھی تھی,

New Era Magazine

اسکے پاؤں کی جانب نظریں مرکوز کئے وہ گھٹنوں کے بل دراز ہو گیا اور جوتی میں مقید اسکے پاؤں کو اپنے زانوں پر رکھ لیا, ایک ہاتھ کی مدد سے موبائل کو کانوں اور کاندھوں کے بیچ اڑس کر وہ اب اپنے مضبوط ہاتھوں کی کاریگری دکھا رہا تھا اور ساتھ فون پر سلسلہ گفتگو بھی جاری تھا, جس انسان سے شادی نہ کرنے کے اس نے لاکھوں جتن کر ڈالے تھے آج وہی اسکی مدد کی خاطر اسکے قدموں پر بیٹھا تھا, وقت جیسے تھم گیا, سانسوں میں طلاطم برپا ہو گیا, وہ دم سادھے بیٹھی رہی جبکہ وہ ارد گرد سے بے نیاز اسٹرپ کو کھولنے کی حتی المکان کوشش کر رہا تھا تبھی اچانک اسکے ایک زوردار جھٹکے سے جوتی کی اسٹریپ ٹوٹ کر اسکے ہاتھوں میں آگئی, بڑی احتیاط سے اس نے اسکے نازک پاؤں کو زمین پر رکھا, پاؤں تو جوتوں کی قید سے آزاد ہو چکے تھے مگر دل اس ظالم کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا, وہ بے خودی سے اسے تکے گئی جواب دوبارہ موبائل ہاتھوں میں تھام کر کان سے لگا چکا تھا, بات کرتے کرتے وہ جوتوں کی ریک تک گیا اور ایک گولڈن رنگ کی پیاری سی نفیس سینڈل اسکے پاؤں کے قریب بے حد آہستگی سے لا کر رکھ دی اور جلدی آنے کا ہدایت نامہ اسکے سپرد کر کے عجلت میں باہر نکل گیا, وہ ساکن نظروں سے اپنے پاؤں کے قریب دھرے اس سینڈل کو تکنے لگی, عزت عورت کو دیے جانے والے تحفوں میں سب سے قیمتی اور نایاب تحفہ ہے, عورت بھلے ہی ایک بار محبت

کرنے والے کو بھلا سکتی ہے مگر عزت دینے والے مرد صدا دل میں میٹھی یاد بن کر رہتے ہیں, خلیل جبران کہتا ہے "محبت ایک طلسمی کوہ ہے جس میں اگر انسان پھنس جائے تو پھر ساری زندگی رہائی کے لئے تڑپتا رہے اور شہرِ دل کے موسم بھی بڑے عجیب ہوتے ہیں کبھی تو برسوں نہیں بدلتے اور کبھی لمحوں میں دل کی دنیا بدل دیتے ہیں, زنیرہ کے دل کے تاثرات بھی لمحوں میں بدلے تھے, محبت ایک ایسا پودہ ہے جو عزت کے چھینٹوں کے بغیر کبھی پروان نہیں چڑھتا ہے, آج انھیں چھینٹوں کے باعث اسکے دل کی بنجر زمین پر محبت کی ننھی ننھی کلیوں نے سر ابھار نا شروع کر دیا تھا, اسے لگا کمرے میں کہکشاں اتر آئی ہے, محبت کی حسینائیں اسکا ہاتھ تھامے زمان و مکان سے پرے پریستان کی سیر کروا رہی ہے, ایک اندیکھے پھول تھے جو اپنے اوپر بڑی شدتوں سے گرتے محسوس ہو رہے تھے, دل پر ہونے والے اس اچانک حملے پر وہ گنگ تھی, بمشکل اپنے دلی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے, قریب دھرے سینڈل پہن کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی, دروازہ بولٹ کر کے جب وہ باہر نکلی تو اسے اپنا منتظر پایا جو اسے دیکھ کر چند ساعت کے لئے کافی حیران ہوا کیونکہ اس وقت وہ فل عبایاں میں تھی اور اسکے حیرانگی کی وجہ شاید یہی چیز تھی, وہ سمجھ گئی-اس لئے خود پر ولید کی نظریں مرکوز پا کر بولی

"میں جب بھی باہر نکلتی ہوں تو پردہ کرتی ہوں, آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟"

New Era Magazine

"نہیں, مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے, بس حیرت اس بات پر ہے کہ آج کل کا دور کتنے دوہرے معیار کا ہو گیا ہے, اپنی خطاؤں, گناہوں اور غلطیوں کو پارسائی کے نقاب تلے چھپا کر کس قدر پاکدامنی کا ڈھونگ رچاتے ہیں کچھ لوگ, ایسے دوغلے لوگ آنکھوں میں گڑتے ہیں میرے, "" سرد لب ولہجہ اختیار کرتے ہوئے وہ اسے چوٹ کر گیا جو اسکے مفہوم سے بالکل ناآشنا اسکے لہجے کی کڑواہٹ کے بھنور میں پھنسی تھی, ایک ناپسندیدگی بھری نظر اس پر اچھال کر وہ آگے بڑھ گیا, اسکے پیچھے جانے کے علاوہ اسکے پاس کوئی چارہ نہیں تھا, وہ ناسمجھی سے اسکے پیچھے ہولی.....

****

محفل میں پہنچتے ہی ہر سو رنگ و بو کا سیلاب اتر آیا, رنگ برنگے لہراتے آنچل آنکھوں کی پتلیوں کو خیر خواہ کر رہے تھے, شوخ رنگ کپڑوں میں ملبوس ننھے ننھے معصوم فرشتے ہاتھوں میں غبارہ لئے ادھر سے ادھر پھر رہے تھے, موسیقی کے دھیمے سروں پر تھرکتی شوخ و چنچل رات اپنے آغوش میں لئے انتہائی خوبصورت اور ہنستے مسکراتے چہرے کو جھومنے پر مجبور کر رہی تھی, اپنے اطراف بے فکرے اور کھلکھلاتے چہرے زنیرہ کو بڑے بھلے اور امنگوں سے بھرپور لگ رہے تھے تبھی اسی دوران انکی مڈ بھیڑ

سفیر کی والدہ اور نئ نویلی دلہن صائمہ سے ہو گئی, شاید وہ لوگ بھی مدعو تھے, انھیں دیکھتے ہی اسکا منہ بگڑ گیا, پچھلی ملاقات وہ بھولی نہیں تھی, رسمی علیک سلیک کے بعد وہ فروا کو لے کر آگے بڑھ گئی, پیچھے عائشہ بیگم ان سے باتوں میں مصروف ہو گئیں, وہ تھیں ہی ایسی کینہ, بغض کو اپنے دل میں پال کر رکھنے والوں میں سے نہیں تھیں اس لئے عائشہ بیگم, اپنی جیٹھانی صاحبہ سے بہت پیار اور اپنائیت سے ملیں, زنیرہ وہاں کھڑے رہ کر کسی بھی قسم کی بدمزگی کم از کم آج نہیں چاہتی تھی مگر ہمیشہ دل کی مرادیں کہاں پوری ہوتی ہیں؟ تبھی اسکی نظر عقبی حصے کی جانب کھڑے سفیر پر پڑ گئی جو شاید کسی کی تلاش میں یہاں تک آ پہنچا تھا تبھی اچانک اسکی نظر بھی زنیرہ پر پڑی تھی اتنے فاصلے سے بھی زنیرہ اسکی آنکھوں میں اپنے لئے شناسائی کی جھلک صاف دیکھ سکتی تھی, اس پر نظر پڑتے ہی زنیرہ کو وہ تلخ ملاقات یاد آ گئی جب مامی اسے سفیر سے پہلی ملاقات کے لئے ہوٹیل لے گئی تھیں, اس نے گھر آنے سے انکار کر دیا تھا وہ کسی ہوٹیل میں ملنے کا خواہشمند تھا, مامی یا ماما کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں تھا اس لیے مامی ملاقات کے لئے اسے ہوٹیل لے گئی تھی, تقریباً ایک گھنٹہ انتظار کی صلیب پہ لٹکانے کے بعد وہ اپنی ماں کے ہمراہ ہوٹیل میں داخل ہوا, انتظار کی زحمت نے زنیرہ کو سیخ پا کر دیا تھا مگر خود پر کنٹرول برقرار رکھتے ہوئے وہ وہیں بیٹھی رہی, دونوں خواتین

انھیں ایک دوسرے سے بات چیت کے لئے مزید وقت دینا چاہتی تھیں اسلئیے اٹھ کر تھوڑے فاصلے پر جا بیٹھیں۔.

"کیا نام ہے آپ کا؟" کرسی کھینچ کر اسکے مقابل بیٹھتے ہی اس نے پہلا سوال داغا, اسکے بیٹھتے ہی اطراف میں خوشبوؤں کا ریلا امڈ آیا تھا, ویل ڈریس اپ میں وہ کافی اسمارٹ لگ رہا تھا اور اس بات کی واقفیت نے چہرے پر غرور کا ماسک لگا دیا تھا مگر وہ ظاہری شخصیت سے متاثر ہونے والوں میں نہیں تھی اس لئے ذرا بھی مرعوب نہیں ہوئی۔

"زنیرہ", مختصر سا تعارف تھا جو اسکی جانب سے آیا تھا.

"نائس نیم, کیا معنی ہے اسکے؟" تعریف کے ساتھ ایک اور سوال مصول ہوا۔

"جی معنی سے تو نابلد ہوں, لیکن اتنا ضرور پتہ ہے کہ یہ ایک صحابیہ کا نام تھا جو بہت ہی بہادر اور نڈر خاتون تھیں جنھوں نے کافروں کے آگے گھٹنے کبھی نہیں ٹیکے۔

"اچھا! اچھا پر زور ڈالتے ہوئے اس نے بھنویں اٹھائیں.

"جی! اور میں نے سنا ہے نام کا کافی اثر ہوتا ہے," ٹھوس لہجے میں کہتے ہوئے نہ جانے اسے کیا باور کرانا چاہتی تھی, اس نے دلچسپ نظروں سے سامنے بیٹھی اس مہ جبیں کو دیکھا جسکے چہرے پر ایسے موقع پر ہونے والی نروسنیس کا شائبہ تک نہ تھا۔

"گریٹ", اس سے گفتگو کرتے ہوئے اسے کافی مزہ آ رہا۔

"ویسے ہیں تو آپ کافی پریٹی," اسکے دلکش چہرے کو نظروں میں سموتے ہوئے" کافی" پر اس نے خاصہ زور دیا تھا اسکے نظروں کی تپش اور دیکھنے کے نظریے نے اسے پزل کر دیا تھا, کسی بھی بات کا جواب دیے بغیر وہ خاموش رہی, کچھ دیر بعد پھر وہ بولا-

"آپ یہ ہمیشہ پہنتی ہیں جب بھی باہر جاتی ہیں؟ اسکے سیاہ رنگ کے عبایاں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسکا لہجہ سرسری سا تھا-

"جی الحمداللہ," اس نے فخریہ جتایا-

"حیرت کی بات ہے, آج سائنس کے اس جدید دور میں بھی لوگ مذہب کی پاسداری کرتے ہیں, اپنے چہروں پر پردہ ڈال کر چلتے ہیں,, یہ عبایاں وغیرہ لینا تو ایکدم اولڈ ہو چکا ہے, میرے خیال میں ماڈرن زمانہ ہے, ان پرانی چیزوں کو چھوڑ کر آگے بڑھنا چاہیے," کافی سرسری لہجے میں کہتے ہوئے اس نے اپنے خیالات کا بے دریغ اظہار کیا تھا مگر یہ بات بندوق کی گولی کی طرح "ٹھاہ" کر کے اسکے دل پر لگی تھی,

"مسٹر سفیر, سائنس کا زمانہ چاہے کتنا ہی آگے آجائے مگر مذہب کے زمانے کے بغیر یہ اپاہج ہی رہے گا, اور کیا یہ ماڈرن, اولڈ کا ورد کرتے رہتے ہیں آپ لوگ, اولڈ تو آپ کے والدین بھی ہو چکے ہوں گے تو کیا چھوڑ دیں گے آپ انھیں, بتایئے؟ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ اسے دھول چٹا گئی, اسکے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ اس طرح کا

New Era Magazine

جواب سننے کو ملے گا, درمیان گفتگو اپنے والدین کا ذکر اس انداز میں آنے پر اسکے چہرے کا رنگ فق ہوا-

"مس زنیرہ, ماں باپ جیسی عظیم ہستیوں کا شمار محض چیزوں میں نہیں ہوتا ہے, چیزیں چھوڑی جاتی ہیں, والدین نہیں, سخت لہجے میں وہ گویا ہوا-

"میں بھی آپ سے یہی کہنا چاہتی ہوں, پردہ محض چیزوں کے زمرے میں نہیں آتا ہے, خدا کی طرف سے یہ ایک ایسا انمول اور قیمتی تحفہ ہے جسکے بغیر بنت حوا کا حسن نا مکمل ہے, یہی وہ پردہ ہے جو اسلام کی شہزادیوں کو دنیا کی حریص, ناپاک اور غلیظ نظروں سے بچا کر حیا اور پاکیزگی کے جذبوں سے سیراب کرتا ہے اسے کم تر سمجھنے کی قطعی غلطی نہ کریں, وہ چپ رہنے والوں یا سہنے والوں میں سے ہرگز نہیں تھی تو آج کیسے چپ رہ جاتی, بات حقانیت کی تھی حق بات کہنا بھی واجب تھا, سفیر نے نہایت صبر و تحمل کا جامہ پہن کر اسکی بات سنی تھی, دل ودماغ میں کئی طرح کے سوالات چل رہے تھے مگر بہت سوچ سمجھ کر جب اسکے لب کھلے تو صرف اور صرف اسے آزمانے کی غرض سے-

"فرض کریں اگر شادی کے بعد میں آپ سے استدعا کروں کہ یہ پردہ وغیرہ کرنا چھوڑ دیں, تو کیا چھوڑیں گی آپ؟؟" اسکی مدھر بھری کومل آنکھوں میں سرد آنکھیں گاڑ کر نہایت ٹھنڈے لہجے میں وہ گویا ہوا-

"ہر گز نہیں," دو پل بھی ضائع کیے بغیر جواب آیا تھا, لہجہ قطعیت سے پر تھا-

اسکے دوٹوک انکار کی اسے بالکل توقع نہیں تھی, کم از کم اسکا دل رکھنے کے لئے ہی ہاں کہہ دیتی, اسکے نفی نے اسکا دل خراب ضرور کر دیا تھا, اسے دیکھ کر من میں جو پسندیدگی کے احساس جاگے تھے فوراً مر گئے-

"جو لڑکی پہلے ہی مقام پر میری باتوں کی نفی کر رہی ہے, کیا گیارنٹی ہے وہ آگے چل کر میرے ساتھ تعاون کرے گی, ہو سکتا ہے وہ آگے چل کے میری ہر بات سے اختلاف کرے," دھیرے دھیرے اسکا صبر کا دامن چھوٹ رہا تھا, لہجہ ترش ترین ہوتا گیا-

"میں جہاں جاب کرتا ہوں اور میرے دوست واحباب سب اپر کلاس سے تعلق رکھتے ہیں, وہاں پردے کا کوئی تصور ہی نہیں ہے, میں ایسی کسی بھی لڑکی کو پہلو میں لے کر ہر جگہ نہیں گھوم سکتا جو اوپر سے نیچے تک ڈھکی ہو, اپنا مذاق بنتا نہیں دیکھ سکتا میں,,"-

زنیرہ کو اسکی بات سوئی کی طرح چبھی تھی, بظاہر صاف ستھرے اور بے حد پڑھے لکھے نظر آنے والے یہ لوگ کس قدر تنگ نظری کا مظاہرہ کرتے ہیں, ظاہری دکھاوے کی

New Era Magazine

تقلید میں ضمیر کی آواز کا گلا روندھ کر کس شان سے اپر کلاس کے قصیدے پڑھتے ہیں- تاسف سے لبریز مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا تھا, زنیرہ کے لبوں سے بس ایک فقرہ ادا ہوا تھا-

"میں آپ کے یا کسی کے بھی کہنے پر اپنی شرعی اور حق بات جو میں نے خود اپنی مرضی سے قبول کی ہے خیر آباد نہیں کہہ سکتی, باقی فیصلے کا اختیار آپ کے ہاتھ میں ہے اور فیصلہ ہو گیا تھا" مگر آج اتنے دنوں بعد اسے سامنے دیکھ کر ناگواری کے احساس نے چاروں طرف سے اس پر حملہ کیا تھا, تیزی سے اسکی سمت سے رخ پھیر کر وہ فروا کی جانب پلٹی جو وقفے وقفے سے کچھ نہ کچھ اسکے گوش گزارتی جا رہی تھی اس نے خود کو فروا کی باتوں میں مصروف تو کر لیا مگر دل ایک دم سے بیزار ہو گیا تھا, محفل کی رونقیں, شوخیاں, مستیاں, ساری چیزیں اسے اپنی طرف کھینچنے میں ناکام ہو رہی تھی, ایک کشش جو وہ پہلے محسوس کر رہی تھی کافور ہو گئی, وہ جلد سے جلد گھر پہنچ جانے کی متمنی تھی, بعام سے فراغت پاتے ہی اس نے گھر جانے کا شور مچادیا, فروا عروج پر پہنچی تقریب سے خاصی لطف اندوز ہو رہی تھی, گھر جانے کا سن کر اسکا منہ بن گیا, وہ ہرگز اتنی جلدی گھر جانے کی خواہشمند نہیں تھی مگر زنیرہ کی بار بار کی رٹ سے عاجز ہو کر گھر کی راہ لینے کے علاوہ کوئی چارہ نظر نہیں آیا, گھر پہنچتے پہنچتے کافی حد تک زنیرہ کا موڈ

New Era Magazine

بحال ہو چکا تھا, اب اسے بیتے ہوئے لمحوں کی کسک دل سے نکال کر آنی والی خوشیوں کے لئے راہیں ہموار کرنی تھی, اپنی زندگی کی گاڑی کو ایک نئے راستے پر ڈالنی تھی جہاں جگہ جگہ خوشیوں کا مینار پڑتا ہو, ان ساری خواہشوں اور تمناؤں کو مکمل کرنے کے لئے اسے کافی محنت و مشقت کرنی تھی جسکے لئے اس نے کمر کس لی تھی....

****

اس نے کہیں سنا تھا, اس دنیا سے آگے بھی ایک دنیا ہے, پیار کی دنیا, جہاں سر پر آسمان نہیں رنگ برنگی چھتیں نظر آتی ہیں, جہاں دکھوں کا موسم کبھی نہیں اترتا, جہاں صرف وفا اور ملن کے نغمے گائے جاتے ہیں, ہوائیں بھی صرف پیار اور محبت کی خوشبو رچی بسی ہوتی ہے وہ بھی اس دنیا کی باسی بن چکی تھی بس محبوب شوہر کو محبت کی نگری کا راستہ دکھانا مقصود تھا جو نہ جانے کیوں اینٹھا پھر رہا تھا, کہتے ہیں شوہر کے دل کا راستہ معدے کے راستے سے ہو کر گذرتا ہے اس نے بھی اسی راستے کو اپنی منزل کی پہلی سیڑھی بنائی تھی, ولید کے آفس جاتے ہی اس نے فروا سے اسکی مرغوب غذا پوچھی تھی پھر کمر کس کر کچن میں اتر گئی,, کئی گھنٹے کچن میں مغزماری کرنے کے بعد کورمہ, چپاتی, چکن کے سیک کباب, رائتہ اور میٹھے میں اسکی پسندیدہ سویٹ ڈش "ملائی کھیور" بنانے میں کامیاب ہوئی تھی مگر پھر بھی بریانی بے چارہ دم پر ہی رہ گیا, سارے

کاموں سے فراغت پاکر ایک اچٹتی سی نظر اس نے اپنے آپ پر ڈالی جو پسینے میں شرابور ہورہی تھی, نظریں گھڑی کی جانب اٹھی اس کے آنے میں بس کچھ ہی وقت رہ گیا تھا, تھوڑی محنت اپنے آپ پر بھی درکار تھی, فروا کو بریانی دیکھنے کا کہہ کر اس نے کمرے کی جانب دوڑ لگادی, کہتے ہیں جس طرح میدان جنگ میں ہتھیار چھپا کر نہیں رکھا جاتا ہے اسی طرح شوہر کے سامنے بیوی کو اپنا حسن چھپا کر نہیں رکھنا چاہیے, اسی بات پر عمل کرتے ہوئے اس نے پیروں تک چھوتا ہوا سرخ رنگ کا گول فراک زیب تن کیا, سرخ ہی رنگ کا جھمکا کانوں میں ڈھکیلا, کلائی بھر بھر کے چوڑیاں پہنیں, لبوں پر ہلکا سا لپ گلاس لگا کر حسن سے لیس ہو کر باہر آگئی, لاؤنج سے باتوں کی آوازیں آرہی تھی, ہلکا سا پردے کا کونا ہٹا کر ترچھی نظروں سے اس نے باہر کی سمت کا جائزہ لیا جہاں وہ دشمن جاں عائشہ بیگم کے ساتھ باتوں میں مصروف نظر آیا, اسے دیکھتے ہی دل اپنے معمول سے ہٹ کر الگ انداز میں دھڑکنے لگا مگر خود پر قابو پاتے ہوئے وہیں سے دونوں کو ڈائننگ ٹیبل پر آنے کا کہہ کر فروا کے ساتھ مل کر ڈنر کے لئے برتن سیٹ کرنے لگی-

"کیا بات ہے امی! کیا کوئی مدعو ہے ہمارے گھر پر؟" ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھتے ہی خلاف معمول ڈھیر ساری لوازمات دیکھ کر اس نے پر اشتیاق لہجے میں پوچھا-

"ارے نہیں بیٹا, یہ ساری لوازمات خاص تمہارے لئے بنائی گئی ہے, تمہاری پسند کے !! وہ بھی میری بہو نے بنایا ہے,,,, اللہ نصیب اچھا کرے, ہمیشہ آباد رکھے, "مسکرا کر اسکی جانب دیکھتے ہوئے عائشہ بیگم محبت سے چور لہجے میں بولیں,

ولید نے غور سے ٹیبل کا جائزہ لیا, سارے کھانے اسی کے پسند کے تھے اس نے چونک کر زنیرہ کی سمت دیکھا جو غیر معمولی ڈریس اپ میں غضب ڈھا رہی تھی, اسے شدید جھٹکا لگا, یہ سب کیا ہو رہا ہے, کیوں کر رہی وہ ایسا, اتنے دنوں میں آج تک اس نے اسکی ہی طرح مخاطب تک کرنے کی سعی نہیں کی اور آج اسکے لئے یہ سب !! کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا, ذہنی رو پیہم بھٹکنے لگی, سوچوں کا ایک لا متناہی سلسلہ تھا جو شروع ہو چکا تھا انھیں سوچوں کے منجدھار میں پھنس کر اس نے بے دلی سے کھانا کھایا, تولیے سے ہاتھ پوچھ کر اٹھنے ہی لگا تھا تبھی زنیرہ نے سویٹ ڈش آفر کی جسے وہ انکار کرنا چاہتا تھا, اسکا کوئی موڈ نہیں تھا کھانے کا مگر سب کی موجودگی ملحوظ رکھتے ہوئے دو چمچ پلیٹ میں نکال کر چکھنے لگا تبھی فروا کی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی, وہ کچھ پوچھ رہی تھی-

"بھائی یہ ملائی گھیور کیسا لگ رہا ہے؟ بہت محنت لگا کر بنایا ہے بھابھی نے خاص آپ کے لئے, "اسکی نظریں فروا کی جانب اٹھیں جو آنکھوں میں بلا کی شرارت لئے پوچھ رہی تھی-

"اچھا ہے," اس نے صرف اچھا کہنے پر اکتفا کیا-

"اچھا یا بہت اچھا بھیا," ایک بار پھر شوخ میں ڈوبی اسکی آواز آئی, اس نے چونک کر پھر اسکی جانب دیکھا جواب ہلکا سا مسکرا بھی رہی تھی, وہ الجھا-

"بہت اچھا," اسے کہنا پڑا-

"تو اور لیں نہ," شوخی سے کہتے ہوئے اس نے ملائی گھیور سے بھرا ڈونگا اسکی پلیٹ میں انڈیل دیا, زنیرہ جو کئی دیر سے اسکی حرکتوں سے محظوظ ہو رہی تھی اسکی بچکانی حرکت پر بے ساختہ کھلکھلا کر ہنس پڑی جبکہ عائشہ بیگم فروا کو بڑے بھائی کے ساتھ اس قسم کا مذاق کرنے پر سرزنش کرنے لگیں, ولید نے مشکوک نظروں سے باری باری دونوں خواتین کو گھورا, دونوں کی ذہنی حالت پر اسے شبہ ہوا-

"سب خیریت ہے نہ فروا؟؟" وہ پوچھے بنا رہ نہیں پایا-

"ہاں بھائی سب خیریت ہی ہے, بس شاید آپ کی خیر نہیں ہے آج," ذو معنی لہجہ اختیار کرتے ہوئے آخری لائن اس نے خاصی نیچی آواز میں بولی تھی جسے زنیرہ کے گنہ گار کانوں نے سن کر اسکے اعصاب تک پہنچا دی تھی, کچھ وقفہ بعد وہ کراہ اٹھی کیونکہ ٹیبل کے نیچے زنیرہ کے پاؤں نے اسکے پاؤں پر اپنی دھاک بٹھا دی تھی, کھانے کے فوراً بعد وہ اٹھ کر اندر چلا گیا, عائشہ بیگم اور فروا سونے کی غرض سے اپنے اپنے

New Era Magazine

کمروں میں چلی گئیں, کچن کے سارے کام نمٹا کر اس نے کمرے کا رخ کیا جہاں ایک نیا امتحان اژدہے کے مانند منہ کھولے کھڑا اسکا منتظر تھا.

"کیا تھا یہ سب "? اسکے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ جو اشتعال میں ادھر سے ادھر پھر رہا تھا کر خنگی سے گویا ہوا-

"کس بارے میں بات کر رہے ہیں؟ میں سمجھی نہیں"

وہ نا سمجھی سے بولی, اسکا سخت رویہ حیران کر گیا-

"آپ نے جو عنایت کی ہے آج ڈنر ٹیبل پر بقول امی کے خاص میرے لئے, اسکا مقصد جان سکتا ہوں" وہ چبھتے ہوئے لہجے میں بولا-

"اوہ! اچھا آپ ڈنر کی بات کر رہے ہیں, وہ دراصل شوہر کی پسند اور ناپسند کا خیال تو بیوی کو ہی رکھنا پڑتا ہے نہ, بس اسی لئے, "ساری شرم و حیا بالائے طاق رکھ کر وہ دونوں کے مابین ہونے والے تعلق کا احساس دلا رہی تھی مگر شوہر لفظ سنتے ہی وہ زور زور سے اک استہزائیہ ہنسی ہنسنے لگا پھر خراماں خراماں چلتا ہوا اسکے بالکل عین سامنے آ کھڑا ہوا.

"یہ معجزہ کب سے رونما ہو گیا کہ آپ مجھے اپنا شوہر ماننے لگی ہیں, کیا پرانے عاشق سے دل بھر گیا ہے آپ کا یا پھر وہ بھنورا کسی اور تتلی پر منڈلانے لگا ہے اس لئے آپ کو بے

چارے شوہر کی یاد آگئی "آنکھوں میں آنکھیں ڈالے برہمی سے کہتے ہوئے کیا نہیں تھا اسکے لہجے میں غصہ, نفرت, حقارت اسے جھرجھری آگئی-

"آپ کیا کہہ رہے ہیں میں سمجھی نہیں؟, بھونچکا منہ لئے وہ اسے ناسمجھی سے تکنے لگی, اسے واقعی کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کس بابت بات کررہا ہے-

"آپ کو سمجھانا بہت پڑتا ہے زنیرہ جی, لگتا ہے آپ کے یادداشت کے پردے پر شگاف پڑتے جارہے ہیں, اسکا لہجہ کاٹ دار ہوگیا-

"شادی کے عین وقت فون پر مجھے اپنی محبت کے قصے سنانے کے بعد شادی نہ کرنے کی التجا کرنے والی تم ہی تھی نہ اور آج شادی ہوتے ہی بیوی کا فرض بھی یاد آگیا تمہیں, پہلے فیصلہ تو کرلیں محترمہ چاہتی کیا ہیں آپ", ایک ایک لفظ چباتے ہوئے وہ اسے طنز کی مار مار رہا تھا جبکہ زنیرہ کو لگا اسکی قوت گویائی صلب ہوچکی ہے-"میں یہ شادی نہیں کرسکتی, میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں,, ایک ایک کرکے اسے اپنے لبوں سے ادا ہوئے الفاظ یاد آنے لگے, اپنی زبان سے ادا کئے گئے الفاظ ناگن بن کر اسکی سماعتوں کو ڈسنے لگے, اسے لگا وہ زیادہ دیر اپنے پیروں پر کھڑی نہیں رہ پائے گی, قریب رکھے بیڈ پر بیٹھ کر گہری گہری سانسیں لینے لگی, اس بات کو وہ بالکل فراموش کرچکی تھی, شادی کے ہنگامے اور اسکے بعد کے دنوں میں وہ ایسا الجھی کہ پھر اپنی پچھلی زندگی میں ہونے

New Era Magazine

والی سنگین غلطی کا اسے خیال ہی نہیں آیا, وہ بھول چکی تھی مگر وہ نہیں بھولا تھا, وہ تو کیا کوئی بھی غیرت مند مرد مرتے دم تک نہیں فراموش کر سکتا تھا, آج اسکی بے زاری, لا تعلقی کا سرا ہاتھ لگ گیا تھا,, آسمان میں اڑنا اچھا ہوتا ہے مگر پیر زمین پر رہے تو زیادہ بہتر ہوتا ہے, وہ جو چند گھنٹوں سے خود کو خلاؤں میں سفر کرتا محسوس کر رہی تھی منہ کے بل گری تھی, آنکھوں کے سامنے چاند, سورج, تارے سب ناچنے لگے تھے, اپنی گرہستی برباد کرنے کا سبب وہ خود بنی تھی صرف اپنی جھوٹی انا کی تسکین کی خاطر, اگر سفیر نے اسے رد کیا تھا تو اس میں ولید کا کیا قصور تھا, صرف یہی کہ وہ اسکا کزن تھا, ضروری تو نہیں سب ایک جیسے ہی ہوتے ہوں, مگر جن کے آنکھوں میں انا کی آگ پرورش پانے لگتی ہے وہ دیکھتے نہیں ہیں سیدھا جلا دیتے ہیں, فون پر کئے گئے ایک جھوٹ کی سیاہی نے اسکی کردار کو داغ دار کر دیا تھا, وہ شرمندگی کے دلدل میں گر گئی, کافی وقت گذر جانے کے بعد اسکی مری ہوئی آواز ولید کے سماعت میں گونجی۔

"اس دن جو کچھ میں نے آپ سے فون پر کہا تھا, سب جھوٹ تھا, میں کسی سے پیار نہیں کرتی," اپنے الفاظ کے کھوکھلے پن کو خود زنیرہ نے صاف محسوس کیا تھا, وہ صفائی دینا چاہتی تھی, اسے یقین دلانا چاہتی تھی کہ وہ ایسی نہیں ہے جیسا وہ سمجھ رہا ہے مگر

New Era Magazine

اسے یقین تھا وہ یقین نہیں کرے گا اور ہوا بھی یہی ایک فلک شگاف قہقہہ اس نے ہوا کے سپرد کیا پھر لب بھینچ کر بے حد سپاٹ لہجے میں بولا۔

"جھوٹ اور سچ سے اب مجھے کوئی سروکار نہیں, میرے دل کے شیشے پر دراڑ پڑ چکی ہے

۔

"پلیز یقین کریں, میں سچ کہہ رہی ہوں, میں نے صرف سفیر کی وجہ سے اتنا بڑا قدم اٹھایا تھا" اپنے اور سفیر کے مابین ہونے والی گفتگو اور پوری داستان سناتے ہوئے اس پر رقت طاری ہو گئی, نینوں کے کٹورے پانی سے بھرنے لگے۔

"تمہارے یہ آنسو اب مجھ پر بے اثر ثابت ہوں گے, میں غلطی معاف کر سکتا ہوں مگر گناہ نہیں, تم نے خون کیا ہے میرے دل کا, میرے پاکیزہ جذبوں کا جو میں نے اپنی رفیق حیات کے لئے دل کے نہاں خانوں میں چھپا کر رکھی تھی, اب چاہے جتنے بھی جتن کر لو میرے دل کے شجر پر اعتبار کے پھول کبھی نہیں کھلیں گے," برہمی کا اعلیٰ مظاہرہ کرتے ہوئے کسی بھی قسم کی روایت دیے بغیر اسے مجرم ٹھرا کر وہ کمرے سے جا چکا تھا۔

"بے آواز آنسو اسکے سرخ عارض کو تیزی سے بھگونے لگے, گود میں رکھی اپنی سونی ہتھیلیوں کو اس نے غور سے دیکھا, محبت کی تتلی قید ہونے سے پہلے ہجرت کر چکی تھی

New Era Magazine

,دل پاتال کی گہرائیوں میں ڈوبتا چلا گیا, کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا یہ سب کیا ہوگیا, پچھلے کچھ گھنٹوں میں دل میں پروان چڑھنے والی محبت کا یہ تاج محل اس انداز سے ڈھے جائے گا اسے بالکل اندازہ نہ تھا, وہ لٹ چکی تھی, مایوس ہو چکی تھی, آگے کا سارا راستہ دھند میں لپٹا ہوا نظر آرہا تھا, کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اسے کیا کرنا ہے, کس راستے پر جانا ہے, سارے راستے تو وہ بند کر کے جا چکا تھا, اسے لگا تھا یہ سفر اسکے لئے آسان ہوگا, وہ پیش قدمی کرے گی اور وہ مائل ہو جائے گا مگر عشق کے راستے بھی کبھی آسان ہوتے ہیں؟؟ عشق وہ راستہ ہے جو بغیر کانٹوں اور کیلوں کے مسافر کو گزرنے نہیں دیتا, زنیرہ بھی اسی راستے کی مسافر تھی, قدموں کا لہولہان ہونا تو واجب تھا, کئی گھنٹے گزر گئے وہ یوں ہی امیدی اور ناامیدی کے بھنور میں ہچکولے کھاتی رہی, گھوڑے کی تیز رفتار کے مانند وقت تیزی سے گزرتے جا رہا تھا مگر ارد گرد سے بے خبر وہ ہنوز ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی رہی, تبھی یکلخت ایک انجانے اور طاقتور جذبے نے اسکے روح کے اندر سر ابھارا تھا ایک ایسا جذبہ جو اسکے ایک ایک خلیے کو نفرت کے خلاف محبت کی جنگ کا آغاز کرنے پر اکسا رہا تھا, اپنے روح کے گملے میں پروان چڑھنے والے اس نئے جذبے کے پھول نے اسکے اندر ایک نئی توانائی بخشی تھی, اچانک ہی وہ خود کو بہت مضبوط اور

طاقتور محسوس کرنے لگی, جن ہتھیلیوں کو وہ حسرت سے تک رہی تھی انھیں ہتھیلیوں سے رگڑ رگڑ کر اپنے آنسو صاف کیئے۔

"ٹھیک ہے ولید رحمان اگر تمھیں سچ اور جھوٹ سے کوئی سروکار نہیں تو اب میں تمہارے سامنے سچ کے گیت کبھی نہیں گاؤں گی مگر محبت کی بانسری بجانے سے تم مجھے روک بھی نہیں پاؤ گے, تمہاری نفرت کو محبت سے جیتوں گی, میں زنیرہ ہوں آسانی سے ہار ماننا میری سرشت میں شامل نہیں, بے اعتنائی, بے رخی کے لاکھ پہرے لگالو اپنے دل کی دہلیز پر, محبت کی برچھی سے وہ وار کروں گی کہ چاروں خانے چت ہو کر کسی زخمی سپاہی کے مانند اپنا سلطنت دل میرے سپرد کرنے پر مجبور ہو جاؤ گے اور میں نے بھی فاتح بن کر تمہارے دل کی زمین پر ملکہ بن کر راج نہ کیا تو میں سمجھوں گی زنیرہ نام کی کوئی لڑکی ہی نہیں تھی صرف ایک سوچ تھی جو ہوامیں تحلیل ہو گئی, "

خود سے عہد کرتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی, آنکھیں قوی عظم سے منور تھیں, چہرہ جنون کی حد تک کچھ کر گذرنے کی تفسیر بنا تھا اب اسے بے حسی کے برف سے ڈھکے اس مضبوط پربت کو سر کرنا تھا, اسکے دل پر پھیلی بدگمانی کی چادر ہٹا کر پیار اور چاہت کے خوش رنگ پھول سجانے تھے, اور اس سب کے لئے اسے کافی محنت درکار تھی,

کافی خون پسینے بہانے تھے, یہ کوئی آسان مرحلہ نہیں تھا کہ بس سوچا اور ہو جائے, کچھ بھی کر گذرنے کے لئے وہ دماغی اور ذہنی طور پر بالکل تیار تھی.....

****

اگلی صبح امید کی کرنوں کا اجالہ لے کر سورج اسکے گھر بڑی دلچسپ اور امنگوں سے بھر پور طلوع ہوا تھا, عشق کا چولہ پہن کر, خم ٹھونک کر وہ میدان میں اتر چکی تھی, اسے یقین تھا جیت اسی کی ہوگی مگر اس جیت میں وقت مہاراج کتنا وقت لیتے ہیں اس بات کو جاننے کی وہ مشتاق تھی, بہانے بہانے سے وہ اسے مخاطب کرنے لگی تھی, تتلی کی مانند ہر وقت اسکے ارد گرد منڈلاتے پھرتی, اسکے ہر کام میں ٹانگ اڑانا تو جیسے اسکا فیورٹ مشغلہ بن گیا تھا, کبھی اسکی فائیلوں کو ادھر ادھر کر دیتی تو کبھی اسکے جوتوں کو ایسی جگہ چھپا کر رکھ دیتی کہ چاہ کر بھی ولید کو نہیں مل پاتیں مجبوراً اسے زنیرہ کو مخاطب کرنا پڑتا, اسکی اوٹ پٹانگ حرکتوں سے وہ نالاں رہنے لگا تھا. اسکے رویے میں آئی تبدیلی ولید کو بری طرح کھٹک رہی تھی, پہلے تو وہ ویسی ہی لاپرواہی برت رہی تھی جیسے وہ خود اسکے معاملے میں برتتا تھا, لیکن اب دھیرے دھیرے اسکے اندر بہت تبدیلی آتی جا رہی تھی جو اسکے لئے تشویش کا باعث بنتی جا رہی تھی, اس رات جس

New Era Magazine

انداز میں اس نے زنیرہ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا اسے لگا نہیں بلکہ یقین تھا کہ اب وہ دوبارہ مڑ کر اسکی جانب کبھی نہیں دیکھے گی مگر یہاں معاملہ تو دوسرا ہی رخ اختیار کرتا جا رہا تھا,

ایک دن صبح جب وہ سو کر اٹھی تو نظریں بے اختیار ولید کی جانب اٹھ گئیں جو صوفے پر سر سے سینے تک چادر تانے بے خبری کی نیند سو رہا تھا,

"اُف! سوتے ہوئے آپ کتنے پیارے لگتے ہیں شوہر جی, کاش جاگتے ہوئے بھی اتنے ہی پیارے لگتے,,, مرچیاں چبا کر مجھ سے بات کرتے ہوئے آپ کو پتہ نہیں کیا مزہ آتا ہے," خود سے ہم کلامی کرتے ہوئے اسے نہارتے نہارتے اچانک اسکی آنکھیں چمکیں, لبوں پر شرارتی مسکان نے ڈیرے جما لئے, کل رات فون پر ہونے والی گفتگو کے دوران اسے پتہ چلا تھا کہ آج اسکی میٹنگ تھی اور اتنے عرصے میں اسکے ساتھ رہتے ہوئے وہ اچھے سے جان گئی تھی کہ میٹنگ میں اکثر وہ اپنی فیورٹ بلو کلر کی چیکس والی شرٹ کا انتخاب کرتا تھا, پہلی فرصت میں دبے پاؤں, الماری کھول کر سامنے ہینگر میں لٹکی بلو شرٹ نکال کر اسے الماری کے اندر والے خانے میں چھپا دی تا کہ ولید چاہ کر بھی اسے نہ تلاش کر سکے پھر ہاتھ جھاڑ کر مسکراتے ہوئے کچن کی جانب چل دی,

New Era Magazine

ڈائننگ ٹیبل پر عائشہ بیگم ناشتہ کرنے میں مصروف تھیں باقی افراد کے لئے ناشتے کا انتظام کرنے میں بڑی تیزی سے وہ اپنے ہاتھوں کو چلا رہی تھی تبھی کچن کے دروازے پر وہ نمودار ہوا-

"امی میری بلو والی شرٹ نہیں مل رہی ہے پلیز آپ چل کر ڈھونڈھ دیں," اسکی جھنجھلائی ہوئی آواز اسکے سماعتوں سے ٹکرائی مگر وہ بالکل انجان بنی اپنے کام میں مصروف رہی-

"بیٹا اب تم شادی شدہ ہو, اب بھی میں ہی کپڑے وغیرہ نکال کے دوں؟؟ یہ سب کام تو بیویوں کے ہوتے ہیں, زنیرہ سے بولو چلو شاباش," اسے پچکارت ہوئے دوبارہ سے وہ ناشتے میں مصروف ہو چکی تھیں, آفس کا ٹائم نکلتا جا رہا تھا ناچار اسے زنیرہ کو مخاطب کرنا پڑا اپنی تمام تر طبیعت کی بے زاری کے باوجود, اور یہی تو وہ چاہتی تھی, اسے زچ کرکے رکھ دینا چاہتی تھی, اسکی پر سکون دنیا میں تہلکا مچا دینا چاہتی تھی, اگر اس نے اسے بے سکونی کے جزیرے میں قید کیا ہے تو وہ بھی اسے سکون کے سانس نہیں لینے دینا چاہتی تھی, سب کام چھوڑ کر, ہاتھ جھاڑتے ہوئے ایک شان بے نیازی سے وہ کمرے کی جانب بڑھ گئی, وہ بھی پیچھے پیچھے ہو لیا-

New Era Magazine

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا الماری کی طرف بڑھ گئی, پھر اس کا پٹ کھول کر ہینگر اِدھر ادھر کرتے ہوئے تھوڑی دیر تک مصنوی انداز میں اس کے شرٹ کو ڈھونڈنے کی اداکاری کرتی رہی پھر چپکے سے نظر بچا کر نیچے والے خانے سے شرٹ نکال کر اسکے سامنے لہرائی جو بالکل اسکے پیچھے کھڑا بغور اسکے حرکات و سکنات کا مشاہدہ کر رہا تھا۔

".یہ لیں, یہیں پر تو تھی شرٹ." شرٹ تھماتے ہوئے اس نے لہجے کو بدستور نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی مگر اسکی خشمگیں نظروں نے سٹپٹانے پر مجبور کر دیا تھا.

"اگر یہیں ہوتی تو مجھے بھی مل جاتی, ضرور اسے نچلے خانے میں تم نے ہی چھپایا ہو گا, اسکے ہاتھوں سے شرٹ جھپٹتے ہوئے وہ کڑے تیوروں کے ساتھ بولا, وہ آئیں بائیں شائیں کرنے لگی,

"دیکھو زنیرہ, میں آخری بار کہہ رہا ہوں اس طرح کی اوٹ پٹانگ حرکتیں کر کے تمہیں کچھ حاصل نہیں ہو گا, خواہ مخواہ تم اپنا اور میرا ٹائم ویسٹ کر رہی ہو, میں نے ایک بار کہہ دیا نہ کہ میں نے اپنے دل کو بنجر کر لیا ہے اب اس میں دھڑکن کا کوئی گیت نہیں بج سکتا اس لئے فضول کوشش ترک کر دو, چند ثانیے کے لئے وہ رکا مگر دوبارہ انگلی اٹھا کر وارن کرتے ہوئے بولا تو اسکے حوصلوں کو پست کرنے کی غرض سے۔

New Era Magazine

"اپنے راستے الگ کر لو, میرا اور تمہارا راستہ ایک منزل کو نہیں جاتا ہے, ہم صرف دنیاوی میاں بیوی ہیں, تنہائی میں ایک اجنبی کے علاوہ کچھ نہیں اور اجنبیت کی یہ دیوار گرانے کی کوشش میں خود کو ہلکان مت کرو اس میں سراسر تمہارا ہی نقصان ہے" اپنی بات کہہ کر وہ یہ جا وہ جا, وہ ہکا بکا سی دروازے کے ہلتے پردے کو دیکھتی رہ گئی جس سے گذر کر وہ باہر گیا تھا, وہ تو اسکے لئے لوہے کا چنا ثابت ہو رہا تھا جتنا وہ اسکی جانب بڑھنے کی سعی کر رہی تھی اتنا ہی وہ اسکی راہیں مسدود کرتا جا رہا تھا-

"خیر دیکھتے ہیں مسٹر ولید...... ہم اپنی محبت سے تمہیں جیتتے ہیں یا پھر تم اپنی نفرت سے ہمیں ہراتے ہو مگر اتنی بات یاد رکھنا محبت جب بھی نفرت سے ٹکراتی ہے جیت ہمیشہ محبت کی ہوتی ہے, زیر لب بڑبڑاتے ہوئے وہ پھر کچن کی طرف چل دی......

****

"امی چلیں آپ بھی آرام کر لیں اب, میں نے چادر وغیرہ سیٹ کر دیا ہے, رات کے کھانے سے فارغ ہو کر وہ لاؤنج میں عائشہ بیگم کے سر پر کھڑی تھی جو ولید سے کافی دیر سے باتوں میں مصروف تھیں, دوسری سائیڈ پر صوفے پر براجمان فروا ہاتھوں میں ریموٹ تھامے اپنا پسندیدہ ڈرامہ دیکھنے میں کافی حد تک مگن تھی-

"ماشاءاللہ میرے آرام کا کتنا خیال رکھتی ہے میری بیٹی, اللہ اتنی خوشیاں نوازیں کہ دامن تنگ پڑ جائیں", وہ اسکے ہر عمل پر دعائیں دیتی تھیں جو بھی وہ انکے لئے کرتی تھی اور ہر بار کی طرح آج بھی وہ جھینپ گئی, وہ غور سے اپنے ماں کے چہرے پر پھیلے طمانیت کو دیکھ رہا تھا تبھی اسکے پاس پڑا موبائل گنگنا اٹھا, بٹن پریس کر وہ باتوں میں مصروف ہو گیا, گھٹنوں میں مسلسل تکلیف کی وجہ سے وہ عائشہ بیگم کے آرام کا خاصہ خیال رکھتی تھی, ابھی بھی انھیں کمرے تک چھوڑ کر آنے کا ارادہ رکھتے ہوئے جوں ہی وہ آگے بڑھی تبھی اچانک پیر رپٹا اور وہ لڑکھڑا کر زمین دوز ہو گئی۔

"آہ, "ہلکی سی کراہ کی آواز کمرے میں گونجی۔

"کیا ہوا بیٹا کہیں چوٹ تو نہیں لگی, گھبرا کر عائشہ بیگم اسکے قریب ہی فرش پر دراز ہو کر پریشانی و تشویش کے عالم میں اسکے پیروں کو ٹٹولنے لگیں, فروا بھی بھاگ کر آئی تھی۔

"سب ٹھیک تو ہے بھابھی, زیادہ چوٹ تو نہیں آئی, "پریشانی کے عالم میں گویا ہوئی۔

"نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں, کچھ نہیں ہوا۔" خدا کا شکر تھا کہ زیادہ کچھ چوٹ نہیں آئی تھی۔ مسکراتے ہوئے وہ دونوں کو تسلی دینے ہی لگی تھی تبھی یکا یک اس کی

New Era Magazine

شرارتی رگ پھڑکی, مسکراہٹ مزید گہری ہوتی گئی مگر پھر فوراہی سنجیدگی چہرے پر طاری کرتے ہوئے بولی-

"مجھے لگ رہاہے پیر میں موچ آگئی ہے امی اٹھے بھی نہیں جارہا, کمرے تک چل کر کیسے جاؤگی, "آہ......"مصنوی آہ بھر کر چہرے پر درد کے تاثرات لانے کی اس نے بھرپور ایکٹنگ کی تھی, کنکھیوں سے ولید کی جانب دیکھاجوایکسرانجان فون پر محو گفتگو تھا.

"توبیٹا تمہیں اپنے پیروں پر زور ڈالنے کی قطعاً ظرورت نہیں ہے, ولید ہے نا, وہ کمرے تک چھوڑآئے گا تمہیں-آخر میاں بیوی کارشتہ ہوتاہی کیوں ہے کہ کسی ایک کوتکلیف ہوتودوسراسہارابن جائے,

کسی ایک کودرد ہوتودوسرامرہم بن جائے-

"ولید...زنیرہ کے پاؤں میں موچ آگئی ہے, اسے کمرے تک چھوڑآؤ بیٹا-"اسکے فون رکھتے ہیں عائشہ بیگم کافرمان جاری ہوگیا-اس کی مدد کرنے کا اسکاقطعاًارادہ نہیں تھا, وہ صاف انکار کرناچاہتاتھامگر فرمان والدہ کی طرف سے آیاتھا, اور یہیں پرآکروہ بے بس ہوجاتاتھا, انکی دل آزاری کرنے کاوہ سوچ بھی نہیں سکتاتھا-بہت سوچ سمجھ کراک بہانابنایا-

New Era Magazine

"امی,,فرواہے نہ وہ چھوڑ آئے گی-

"بیٹاوہ لڑکی ذات ہے, بادل ناخواستہ اگر زنیرہ توازن برقرار نہ رکھ پائی تو دونوں ہی نقصان اٹھائیں گے, اس سے بہتر ہے تم ہی چھوڑ آو, مگر دھیاں سے اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے "-اسے ہدایت کا سبق پڑھا کر عائشہ بیگم دھیرے دھیرے چلتی وہاں سے جا چکی تھی-فروا ایک بار پھر ریموٹ لے کر ٹی وی دیکھنے بیٹھ گئی-

خود پر ضبط کرتے ہوئے وہ اٹھا-"بس اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے, چاہے دوسروں کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے,"بڑبڑاتے ہوئے وہ اس تک پہنچا جہاں وہ فرش پر ڈھیر ہو کر بیٹھی تھی, اسے چھوتے ہوئے وہ ہچکچاہٹ کا شکار ہو رہا تھا, بار بار ہاتھ آگے کر کے پیچھے کر لے رہا تھا, اسی شش و پنج میں وہ مبتلا تھا تبھی اس کی مشکل زنیرہ نے دور کر دی تھی, دونوں ہاتھوں کا دائرہ, اس کے مضبوط کاندھوں کے گرد بنا کر بندروں کی طرح وہ اس سے چمٹ گئی تھی,,, اس اچانک افتاد پر وہ بوکھلا گیا, اس کی غیر مہذب اور نازیبا حرکت پر وہ کھول کر رہ گیا مگر وہ کسی بھی بات کی پرواہ کئے بغیر اس سے چمٹی رہی, مانو ااس بات کا خدشہ ہو کہ اگر اس نے ذرا بھی ڈھیل دی تو وہ اسے وہیں چھوڑ کر بھاگ جائے گا- مجبوراًاسے زنیرہ کو ہاتھوں پر اٹھانا پڑا-خفت اور شرمندگی سے چہرے پر سرخی چھا گئی-ایک چور نظر اس نے بغل میں بیٹھی فروا پر ڈالی جو شاید انہیں دیکھ کر

ابل پڑنے والے قہقہے کا گلا گھونٹنے کی کوشش میں ہلکان ہوئی جا رہی تھی, وہ اور خفیف ہوا, ایک وقفہ بھی ضائع کئے بغیر سرپٹ وہ کمرے کی طرف بھاگا, کمرے میں پہنچتے ہی اسے بیڈ پر اچھال کر غصے سے وہ پھنکارا۔

"بدتمیزی کی بھی حد ہوتی ہے 'اس طرح بھی کوئی چمٹتا ہے بھلا۔" ایسی آکورڈ سچویشن سے پہلی بار آمنا سامنا ہوا تھا, غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔

"آپ کا کیا بھروسہ, کیا پتہ نفرت کی زد میں آکر آپ مجھے نیچے ہی گرا دیتے, اس لیے یہ احتیاطی تدابیر تھی میری طرف سے۔" بے نیازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ اسے زہر لگ رہی تھی۔

"سنو, وہ جانے کے لیے مڑا تبھی پیچھے سے اس کی آواز آئی, وہ بھنا کر پلٹا,

"کیا ہے"۔ وہ کاٹ کھانے کو دوڑا۔

"ایک گلاس پانی مل سکتا ہے پلیز۔" مسکین سی صورت بنائے وہ اس سے التجا کر رہی تھی۔ وہ صفا چٹ انکار کرنا چاہتا تھا مگر پھر وہی انسانیت کے جذبے سے چور آدمی.... اک قہر بھری نظر اس پر ڈال کر وہ کیچن میں چلا گیا, واپس آیا تو ہاتھ میں گلاس کے ساتھ پانی کی بوتل بھی تھی, دونوں ہی چیزیں اس کی سائیڈ پر رکھ کر صوفے پر براجمان

ہو گیا-آفس کا کچھ کام باقی رہ گیا تھا, وہی نمٹانے کی غرض سے لیپ ٹاپ کھول کر بیٹھ گیا-زنیرہ اس کا بھیجا فرائے کر کے اندر ہی اندر کافی محفوظ ہو رہی تھی-

ایک نظر اس نے ولید کی طرف ڈالی جو کام میں بالکل غرق ہو چکا تھا-نیند کی دیوی کا شاید آج آنکھ مچولی کھیلنے کا پلان تھا, نظر ہی نہیں آرہی تھی, اوپر سے بوریت کے مالکان کا حملہ الگ سے وہ سخت بیزاریت محسوس کر رہی تھی, پاس رکھے ٹیبل پر سے ایک رسالہ اٹھا کر اس نے ورق گردانی شروع کر دی-رات انتہائی خاموش تھی, ہوا کی مستی اپنے عروج پر تھی-دور تاروں سے سجا آسمان اپنے چاند کو کلیجے سے لگائے اونگھ رہا تھ, تبھی اچانک بادلوں کو شرارت سوجھی زور زور سے چیخنے لگے, زنیرہ نے نظر اٹھا کر کھڑکی کی جانب دیکھا جہاں ٹپ ٹپ برستا پانی آسمان سے زمین کا سفر تیزی سے طے کرنے لگے تھے-شوخ و چنچل پانی قطرے پھولوں پر گرتے تو زندگی کی نئ روح پھونک دیتے, گر زمین کے سینے پر گرتے تو پیاسی زمین کو سیراب کر دیتے, مٹی کی سوندھی سوندھی خوشبو اور رات رانی کی پھولوں کی مہک نے ماحول کو ایک دم خوشگوار بنا دیا تھا-وہ بھی فرتِ انسباط میں جھوم اٹھی, رات کی بارش میں بھیگنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا-

"واؤ, کتنی خوبصورت بارش ہو رہی ہے باہر, میں تو جا رہی ہوں بھیگنے, خوشی سے چیختے ہوئے وہ کھڑی ہو گئی, اس کی چیخ و پکار ولید پر گراں گزر رہی تھی, وہ کچھ کہنے کے لئے لب کھولنے ہی والا تھا تبھی اس کی نظر اس کے پاؤں پر پڑ گئی,

"ایک منٹ تمھارے پاؤ میں تو موچ آئی تھی نہ,؟ پھر تم کھڑی کیسے ہو؟," شک کے کیڑے نے زور سے کاٹا تھا, کینہ توز نظروں سے اسے گھورتے ہوئے بولا, کچھ پل کیلئے وہ گڑبڑا آئی, پھر ہکلاتے ہوئے وضاحت دینے لگی-

"وہ....وہ دراصل موچ آئی تو تھی پر اب چلی گئی ہے, میرا مطلب ہے ابھی میں بیٹر فیل کر رہی ہوں-"

اس کی گھوری پر اس نے اصطلاع کی تھی مگر وہ سب سمجھ چکا تھا-

"کتنی بری بات ہے زنیرہ, شرم آنی چاہیے تمہیں جھوٹ بولتے ہوئے-" لتاڑتے ہوئے وہ اسے غیرت دلا آ رہا تھا مگر مقابل سے بھی جواب حاضر تھا-

"میں جھوٹ نہیں بولتی سچ میں, جھوٹ سے تو میرا دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے, آپ کو پتہ ہے جھوٹ سے مجھے اس قدر نفرت ہے کہ جھوٹے برتن دھونا بھی مجھے گناہ لگتا ہے"-کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے مبالغہ آمیزی کے آخری حدود کو اس نے سو کی اسپیڈ سے کراس کیا تھا-اس کی آخری درجہ کی ڈھٹائی پر وہ اش اش کر اٹھا, یہ لڑکی اس

New Era Magazine

کے فہم و وہ ادراک سے بالا تھی-ایک تاسف بھری نظر اس پر ڈال کر رہ گیا جو بوتل کی جن کی طرح غائب ہو چکی تھی-دوبارہ وہ اپنے کام میں مصروف ہونا چاہتا تھا مگر ہوا کے جھونکوں سے کھڑکی کے پٹ دھڑ دھڑاتے ہوئے چالو, بند ہو رہے تھے جو اس کی سماعتوں میں خلل پیدا کرنے کا باعث بن رہے تھے-انہیں بند کرنے کی غرضی سے وہ اٹھا, جوں ہی کھڑکیوں کے سامنے آیا تو سامنے کے منظر نے اسے جکڑ لیا-بلب کی مدھم روشنی میں رات کی مدہوش آنچل تلے وہ اپسرا کالے رنگ کے کپڑوں میں ملبوس بچوں کی مانند گول گول گھومتی ہوئی رات کی ہی نگری کا کوئی حصہ لگی, اس کے حسن میں جانے کیسا طلسم تھا کہ نظریں ایک بار اٹھیں تو بس ٹک کر رہ گئیں- کمر تک آتی کالی گھٹائیں بارش سے سہم کر اس کے پشت میں پناہ ڈھونڈنے لگی تھی-پانی کے ننھے منے قطرے گلاب چہرے کو چوم کر زمین کے دامن میں جذب ہوتے جا رہے تھے- بھگی رات میں اس کا بھیگا وجود حواس صلب کیئے دے رہا تھا, کئی ساعتیں دبے پاؤں گزر گئی مگر اس کے ارتکاز میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تبھی اچانک بجلی کی کڑک دار آواز سے وہ جاگا, اطراف کا جائزہ لیتے ہوئے اس نے خود کو اک چپت رسید کی پھر اپنی بے خودی پر لاحول ولا پڑھتے ہوئے کھڑکی بند کرنے لگا-

"تم تو پرانی شراب سے بھی زیادہ خطرناک ہوتی جارہی ہو, اسے پی کر انسان بہکتا ہے مگر تم تو بن پیئے بہکاتی ہو, کافی دوری بنا کر رکھنی پڑے گی تم سے-" صحیح معنوں میں وہ اس کے حسن سے خائف ہوا تھا, بڑبڑاتے ہوئے وہ اپنی سابقہ پوزیشن اختیار کر چکا تھا تھا-

****

"بس کرو بیٹا جب دیکھو کوئی نہ کوئی کام مصروف رہتی ہو, تھک جاؤ گی, جاؤ جاکے آرام کرو اور ویسے بھی آج تو کافی مشقت کر لی ہے تم نے, فروا کو بھی شامل کر لیتی-" آج اس نے گھر کی تفصیلی صفائی کرنے کی ٹھانی تھی, پردے اور چادروں کی نئے سرے سے سیٹنگ کی تھی, باقی کے کمرے اور لاؤنج صاف کرنے کے بعد کیچن میں ڈھیر سارا پانی انڈیلے, ٹخنوں تک پاجامہ اٹھائے, وائپر سے رگڑ رگڑ کر فرش صاف کرنے میں خضوع و خشوع سے مصروف تھی تبھی عائشہ بیگم اسکے قریب آکر پیار بھری ناراضگی سے گویا ہوئیں-

"رہنے دیں امی, فروا کو مت ڈسٹرب کریں, اس کے پیپر قریب ہیں اور ویسے بھی گھر کے کام کرنا مجھے اچھا لگتا ہے, آپ پلیز جاکر آرام کریں بس میرا کام بھی سمجھے ختم

New Era Magazine

ہونے کے ہی قریب ہے-"ہنس کر سہولت سے وہ بولی تو عائشہ بیگم کو اس کی بات مانتی ہی بنی-

"ٹھیک ہے جیسی تمہاری مرضی مگر ذرا جلدی کرو بیٹا نہیں تو ٹھنڈ لگ جائیگی,"فکر کے کمبل میں لپٹی ہدایت اسکے سپرد کرکے وہ کمرے میں چلی گئی-

سارے کام نمٹا کر جب وہ نہا کر نکلی تو ایک طائرانہ نظر پورے گھر پر ڈالنا نہ بھولی تھی, گھر کا نقشہ ہی بدل گیا تھا,پورا گھر شیشے کی مانند جگمگا اٹھا تھا-یہ ساری محنت اس پتھر دل کے موڑ کو فریش کرنے کی ایک ادنی سی کاوش تھی- مگر کون جانتا تھا کہ گھر کے بدلے ہوئے سیٹنگ کا ذکر بھی چل پائے گا-

شام کو جب وہ گھر لوٹا تو اسے دیکھتے ہی زنیرہ کی چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی,فروا اور عائشہ بیگم کا حال بھی بد حال ہو گیا,

گھٹنوں تک پٹیوں سے جکڑا وہ بڑی مشکل سے اپنے دوست کے سہارے دروازے پر کھڑا تھا-اسے اس ناقابل اور دلدوز حالت میں دیکھ کر تینوں خاتون کے ہاتھ پاؤں پھول گئے-

"بیٹا ولید کو کیا ہوا ہے؟-"روہانسی ہو کر عائشہ بیگم اس کے دوست سے استفسار کر رہی تھی جو بڑی دقتوں سے اس سے صوفے تک لانے میں کامیاب ہو پایا تھا-

"کچھ نہیں ہوا آنٹی, بس ہلکا سا ایکسیڈنٹ ہوا تھا,
لیکن اب ٹھیک ہے یہ, آپ کو بالکل ٹینشن مت لیں-"
علی ان کے ہاتھوں پر تھپکی دیتے ہوئے تسلی دے رہا تھا جو ایکسیڈنٹ کا سنتے ہی دہل اٹھی تھی-

" مگر یہ سب ہوا کیسے "-پریشانی ان کے چہرے سے ٹپکی-

"وہ دراصل آنٹی, ہماری کمپنی نے ایک نئی برانچ قائم کی ہے جو شہر سے کافی دور پسماندہ علاقوں میں ہے-اسی کے سلسلے میں اکثر ہمارا آنا جانا لگا رہتا ہے-راستے کافی پیچیدہ اور دشوارے ہیں- صرف موٹر سائیکل سے ہی رسائی ممکن ہے وہاں تک, اس کے علاوہ کوئی بڑی گاڑی جانے کا تصور ہی نہیں ہے, آفس کی طرف سے دیے گئے موٹر سائیکل پر آج بھی ولید انھیں دشوار گزار راستوں پر سفر کر رہا تھا تبھی اچانک یہ حادثہ ہو گیا-شکر تھا کہ میں پہلے سے ہی موجود تھا وہاں, اور بر وقت مدد مل گئی, ویسے ٹینشن کی کوئی بات نہیں ہے, ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ صرف ہلکا سا فریکچر ہے جو کہ بارہ پندرہ دنوں میں ٹھیک ہو جائے گا, ہاں اس بات کا خاص خیال کریں آپ لوگ کہ یہ پیروں پر بلکل زور نہ ڈالیں ورنہ ٹھیک ہونے میں اور زیادہ وقت لگ سکتا ہے-"ڈاکٹر

کی صلاح انکی گوش گزار کر علی عائشہ بیگم کو فکر نہ کرنے کی تلقین کر رہا تھا جواب بھی پوری طرح سے مطمئن نہیں ہوئی تھی, بے چینی سے بار بر پہلو بدل رہی تھی-

"میں ٹھیک ہوں امی آپ ناحق پریشان ہو رہی ہیں-ان کی حد درجے فکر مندی پر وہ حولے سے مسکرایا-

"مگر بھائی آپ کو اچھے سے ڈرائیوں کرنی چاہیے تھی, دیکھیں نہ کتنی چوٹیں آئی ہے آپ کو-"اس کی طرف اشارہ کرتی ہوئی فروا رو دینے کو تھی-

"میں ٹھیک ہوں گڑیا-ٹینشن والی کوئی بات نہیں ہے-"پیار سے اس سے پچکارتے ہوئے وہ باری باری سب کو تسلی بخش جواب دے رہا تھا اس دوران ایک غلط نظر بھی اس نے زنیرہ پر نہیں ڈالی تھی جو بنا پلکیں جھپکائیں ٹکٹکی باندھے اسے دیکھے جا رہی تھی-

"جاؤ زنیرہ, علی کے لئے چائے وغیرہ کا انتظام کرو"-عائشہ بیگم کے کہتے ہیں وہ چونکی تھی, تبھی بیچ میں علی بول پڑا-

"رہنے دیں آنٹی ابھی میں گھر جاؤں گا, چائے وغیرہ بعد میں کبھی-چلتا ہوں یار کچھ دن آفس آنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے-میں بات کرلوں گا آفس میں,"اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے وہ جا چکا تھا-

"بیٹا زیادہ تکلیف تو نہیں ہو رہی, عائشہ بیگم اس کے قریب بیٹھتے ہوئے فکر مندی سے گویا ہوئیں جو صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں موند چکا تھا-

" نہیں زیادہ نہیں ہو رہا, بس ہلکا سا درد ہے وہ بھی ٹھیک ہو جائے گا جلد ہی, آپ بالکل فکر نہ کریں, "انہیں دیکھتے ہوئے اس نے حتی المکان لہجے کو نارمل رکھا تھا ورنہ حقیقتاً دائیں پیر میں گہری مار لگی تھی جس پر پلستر چڑھا کر کچھ دنوں کے لیے ڈاکٹر نے کمپلیٹ ریسٹ کرنے کی صلاح دی تھی جبکہ بائیں پیر میں صرف ایک دو جگہ خراش آئی تھی- فی الحال کچھ دنوں کے لیے وہ بیکار آدمی کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا-

عائشہ بیگم کے کہنے پر ہی اس نے ولید کو تھام کر بیڈ روم تک پہنچا دیا تھا, اب اسے وہاں تک کیسے پہنچایا تھا یہ الگ داستان تھی, ایک مضبوط اور توانا مرد کو سہارا فراہم کرتے کرتے وہ ہانپنے لگی تھی- وہ جو اس سے دوری بنائے رکھنے کا خود سے عہد کر چکا تھا, پاش پاش ہو گیا! اس کے سہارے کے بغیر ایک قدم بھی آگے بڑھانا محال ہو گیا تھا- اپنی ایسی حالت پر وہ بے بسی کے احساس تلے دب کر کراہا-

"کیسے ہیں اب آپ- اسے بیڈ پر احتیاط سے بٹھانے کے بعد وہ فوراً پوچھی تھی, بے چینی, بے قراری اسکے لہجے سے چھلک رہی تھی, اسے اس حالت میں دیکھ کر دل اندر رو رہا تھا-

"ٹھیک ہوں- سنجیدہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے, تکیہ درست کر کے وہ چادر تان چکا تھا جو اس بات کا واضح اعلان تھا کہ اب وہ کوئی سوال, جواب کے موڈ میں نہیں ہے, چپ چاپ وہاں سے نکل گئ-

****

چلنے پھرنے میں اسے کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا- جب کبھی وہ سہارے کے بغیر چلنے کی کوشش کرتا تو درد کی ٹیسیں بدن میں چونٹی کی مانند رینگنے لگ جاتی اور ایک قدم بھی آگے بڑھانا محال ہو جاتا- پوری طرح سے وہ زنیرہ پر ڈیپینڈ ہو گیا تھا, وہ جو اس کی پرچھائیں سے بھی اجتناب برتتا تھا آج اس کا محتاج بن کر رہ گیا تھا, نہانے سے لے کر باتھ روم جانے تک وہ اسکے رحم کرم پر تھا حتٰی کہ کھانا بھی بستر پر ہی مہیا ملتا- ہر کام کے لئے اسکی طرف دیکھنا کبھی کبھی اسے خود ترسی میں مبتلا کر دیتا - کبھی وہ شدید جھنجھلاہٹ کا شکار ہو جاتا- اور یہیں جھنجھلاہٹ جب غصے کی شکل اختیار کرتی تو غصے سے اسے جھڑک دیتا مگر وہ اسکی کسی بھی رویہ یا ردِ عمل کی پرواکیے بغیر , سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے خوش اسلوبی سے اپنے سارے فرائض نبھا رہی تھی- اسکی عاجزی اور فرمانبردار پر کبھی وہ شرمندہ ہو جاتا تو کبھی جھینپا جھینپا سا نظر آتا- بہر حال

انھیں لیل و نہار کے ہجوم میں ایک صبح جب وہ واش روم جانے کی غرضی سے اٹھا تو زنیرہ نے اپنی خدمات پیش کرنی چاہی جسے اس نے صاف انکار کر دیا-

"اب میں کافی حد تک ٹھیک ہو چکا ہوں خود سے چل سکتا ہوں" ہاتھ کے اشارے سے اسے منع کیا-

"ہاں مگر پوری طرح سے ٹھیک نہیں ہوا ہے آپ پاؤں, ابھی بھی آپ کو سہارے کی ضرورت ہے-"

"غلط, مجھے کسی سہارے کی کوئی ضرورت نہیں, ایسے کسی سہارے کے بغیر بھی چل سکتا ہوں میں"- لہجہ دوٹوک اور جتانے والا تھا تھا-

"بعض دفعہ ایک سہارا زندگی کی ساری کٹھنائیوں اور محرومیوں کو اپنے آنچل میں سمٹ کر آگے آنے والی زندگی کے لیے نئ قوت اور توانائی فراہم کرتا ہے, دنیا میں ہر انسان ایک نہ ایک سہارے کے ڈور سے بندھا ضرور ہوتا ہے"- معنی خیزی سے کہتے ہوئے اسے حقیقت کا وہ آئینہ دیکھانا چاہتی تھی جسے دیکھنے سے وہ نظریں چرا رہا تھا-

اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے وہ آگے بڑھا- تین قدم اس نے بڑی دقتوں اور کوششوں سے پار کیا تھا, چوتھے کے لیے ہمت مجتمع کرنے لگا کیوں کہ دائیں پیر پر زور ڈالنے سے دھیرے دھیرے درد کا جال پھیلتا جا رہا تھا-

New Era Magazine

" میں ایک بار پھر کہہ رہی ہوں اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے, لے لیں آپ ہیلپ میری "اس کی ہٹ دھرمی پر ماتم کرتے ہوئے اس کے بغل میں کھڑی کھلے دل سے وہ آفر کر رہی تھی جسے اس نے ہاتھ دکھا کر روک دیا-

چوتھا قدم رکھتے ہی اسے لگا درد کا ایک سیلاب آیا ہے جو سنگ اپنے بہا کر لے گیا-ایک کراہ تھی جو بے اختیاری میں اس کے ہونٹوں سے خارج ہوئی تھی تبھی وہ برق رفتاری سے اس کے قریب آئی, اس کا دایاں ہاتھ, اپنے کاندھوں کے گرد لپیٹ کر سہارا دیا تھا-وہ بس کھول کر رہ گیا, آنکھوں میں ہلکی خفگی ابھری-

"تم پھر آ گئیں؟ میں نے کہا تھا نہ کر لوں گا مینیج-"

"وہ تو دکھ ہی رہا ہے کتنا مینیج کر رہے ہیں آپ-"

"اچھا تو اب طنز بھی کرنے لگی ہوں تم مجھ پر, غصہ عود کر آیا تھا"

"میں طنز نہیں کر کر ہی, صرف بتا رہی تھی, آپ کو ہی پتہ نہیں کیوں طنز لگ رہا ہے-
"

"اچھا!!! تو کیا میرا دماغ خراب ہو گیا جو بلاوجہ ہی زبان لڑاؤں گا," درد کی شدت سے شاید واقع اس کا ذہنی توازن خراب ہو چکا تھا, کچھ بھی اول فول بکے جا رہا تھا,-

"توآپ کو کیالگ رہاہے میں آپ سے زبان درازی کررہی ہوں ؟؟الٹاآپ ہر بات کا غلط مطلب نکال لیتے ہیں اور زبان لڑاتے ہیں مجھ سے" وہ تپ کر بولی تھی, اتنے دنوں سے اس کے نخرے سہتی آرہی تھی غصے سے پھٹ پڑی-

"توتم کیاچاہتی ہوں زبان نہ لڑاؤں, آنکھیں لڑاؤں" اتنے غلط موقع پر آکر زبان دغا دے گئ تھی-کہتے کہتے اچانک ہی وہ سٹپٹایا, اس نے بے اختیار ولید کی جانب دیکھا جو کچھ حد تک کھسیاناہو گیاتھا, اسے موقع مل چکاتھااس کی ٹانگ کھینچنے کا-

"ویسے آئیڈیابرانہیں ہے" اندرہی اندر مسکراتے ہوئے وہ اس کاضبط آزمارہی تھی جو اسے حسب توفیق لتاڑنے والے انداز میں گھور رہاتھا-

"ایک بات بتاؤ, تم آخری بار سنجیدہ کب ہوئی تھی؟؟" اس کے بے حد نزدیک کھڑا, اتناکہ دونوں کے چہروں کے درمیان صرف ایک انچ کا فاصلہ رہ گیاتھا, آنکھوں میں آنکھیں ڈالے نہایت سنجیدگی سے وہ اس سے استفسار کررہاتھا,

وہ کچھ کہہ نہیں پائی, اس کے وجود سے پھوٹتی مخصوص قسم کی مہک متزاداس کی قربت نے اس سے مزید پزل کردیا, فرفر چلتی زبان تالوں سے جالگی, خاموشی سے اس نے پلکیں گرالی-

"کیا ہوا؟؟ ابھی تو بڑا بڑھ چڑھ کر بول رہی تھی, اب خاموشی کیوں اختیار کر لی, ؟اس کی دلی کیفیت سے بے خبر وہ اپنی ہانکے جا رہا تھا, نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے سہارا دے کر وہ خراماں خراماں واش روم کی طرف بڑھنے لگی-

****

"ایک کپ چائے مل سکتی ہے؟؟رات کو جب وہ صوفے پر رسالے میں منہ دیے نہ جانے کیا پڑھنے میں غرق تھی تبھی مقابل سے ولید کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی, پل بھر کے لئے اسے گمان ہوا, منہ سے رسالہ پرے کر کے بڑے متعجب نظروں سے اس نے اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا, تو کیا وہ اس سے چائے کی فرمائش کر رہا تھا ؟یہ سوچتے ہی اس کے دل نے خوشی میں قلابازی لگائی, یہ پہلا موقع تھا جب وہ بذات خود اس سے مخاطب تھا ورنہ اس سے پہلے جتنے بار بھی اس نے اسے مخاطب کیا تھا اپنی مرضی یا خوشی سے نہیں کیا تھا, اس کی رچائی ہوئی سازشوں اور جال میں پھنس کر کیا تھا-

"میں ابھی لائی" کہتے ہی اس نے کچن کی جانب دوڑ لگا دی-بیڈ کی نشت سے ٹیک لگا کر اس نے آنکھیں موند لیں-کچھ گھنٹوں سے سر میں بھاری پن محسوس ہو رہا تھا, ایک کپ چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی نہ چاہتے ہوئے بھی سارے کام اسی کے ذریعے

New Era Magazine

پایہ تکمیل تک پہنچ رہے تھے تو ایک کپ چائے کی فرمائش میں کوئی مضائقہ نہ تھا-
یہی سوچ کر اس نے اسے مخاطب کیا تھا مگر اسکی حیرت بھری نظروں میں ٹمٹماتے جگنو
اس سے مخفی نہ رہ سکے, وہ بس اسکے ایک انداز تخاطب پر گلاب کی مانند کھل اٹھی تھی,
وہ کیا چاہتی ہے؟, وہ سب سمجھتا تھا, مگر اس نے اس حد تک اس سے دوری بنالی تھی کہ
چاہ کر بھی وہ یہ سب کرنے سے قاصر تھا, وہ سوچوں کی وادیوں میں بھٹکنے لگا تبھی اپنے
بے حد قریب سریلی آواز پر چونکا -

"یہ لیں-چائے لے کر وہ اسکے بالکل سامنے کھڑی تھی-

"شکریہ-" اسکے کپ تھامتے ہی وہ رسالہ لے کر دوبارہ اپنی نشت سنبھال چکی تھی جب
کہ وہ چائے نوش فرمانے کے بعد لیپ ٹاپ لیکر بیٹھ گیا-آفس سے اتنے دنوں کی
غیر حاضری پر کام کا کافی حرضہ ہوا تھا-

رسالے کی ورق گردانی کرتے کرتے اچانک اک ادنی سی شرارت نے زنیرہ کے ذہن
میں جنم لیا, لبوں کے کناروں پر شرارتی مسکان مچلی, رسالہ چہرے سے تھوڑا پرے
کرکے آنکھوں کی جھری سے اسکی سمت دیکھا جو کام میں منہمک نظر آیا-چپکے سے پاس
پڑا موبائل اٹھا کر اس نے میوزک لسٹ میں سے ایک گانا سلیکٹ کرکے پلے بٹن
دبادیا, سکوت سے پر کمرے میں موسیقی کی سریلی آواز اپنا جادو بکھرنے لگی-

New Era Magazine

"کتنے بھی تو کر لے ستم, ہنس ہنس کے سہیں گے ہم
یہ پیار نہ ہو گا کم, صنم تیری قسم, صنم تیری قسم

لیپ ٹاپ سے نظریں ہٹا کر شاکی نظروں سے وہ سامنے صوفے پر براجمان اسے بے یقینی سے تک رہا تھا- جو بھولی بی بی بنی رسالے کو بلا وجہ ہی الٹ پلٹ رہی تھی- پاس پڑے موبائیل سے گانے کے بول بڑی نزاکت کے ساتھ ادا ہو رہے تھے جو کی اسکے کام میں خلل پیدا کر رہے تھے,-

"کیا بیہودگی ہے یہ؟؟- لہجے میں کھردرا پن در آیا-

وہ اس سے سخت لہجے میں بالکل بات نہیں کرنا چاہتا تھا, اتنی دنوں سے وہ اس کی تیمارداری جو جی جان سے کرتی آرہی تھی مگر وہ کچھ نہ کچھ ایسی حرکتیں ضرور کر بیٹھتی جو مقابل کو طیش میں لانے کے لیے کافی ہوتی, اب پتہ نہیں وہ حقیقت میں ایسی طبیعت کی مالک تھی یا پھر اسے زچ کرنے کا کوئی حربہ تھا- وہ سمجھ نہیں پایا-

"بے ہودگی!! کیا رسالہ پڑھنا بے ہودگی کے زمرے میں آتا ہے؟"مصنوعی سنجیدگی سے کہتے ہوئے نہایت معصومیت سے اس نے آنکھیں پٹپٹائی, اس کی اس جواب پر وہ کمال ضبط کر گیا۔

"میں اسکی بات کر رہا ہوں۔"کھا جانے والی نظروں سے اس نے سیل فون کی طرف اشارہ کیا۔

"اوہ!! اچھا"-اس گانے کی بات کر رہے ہیں, آپ کو پتہ ہے میرا فیورٹ سونگ ہے یہ بائے گاڈ, اور پتہ ہے یہ یہ.........آگے کا فقرہ اس کے حلق میں پھڑ پھڑا کر رہ گیا, بڑی خونخوار نظروں سے وہ اسے گھور رہا تھا-اتنا کہ وہ اس کی آگ برسانی آنکھوں کی شعاعوں سے جھلس گئ۔

"اگر آپ کو ڈسٹرب ہو رہا ہے تو ابھی بند کر دیتی ہوں, کوئی بات نہیں۔"کھسیانی بلی کے مصداق جھپٹ کر اس نے موبائل آف کیا تھا, ایک سکون بھری سانس اسکے روم روم سے خارج ہوئی تھی۔ کچھ دیر اسکی طرف تاسفیانہ نظروں سے تکتے رہنے کے بعد دوبارہ وہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

"اف یہ شوہر ہارڈ اسٹون!! لہجے سے مارنا تو آتا ہی تھا, آنکھوں سے بھی گھائل کرنے لگے ہیں۔" بے دلی سے رسالہ ٹیبل پر رکھ کر سڑا سا منہ بنائے وہیں صوفے پر. وہ لیٹ

گئی, مگر ایک بار پھر نیند کی دیوی کا کچھ اتا پتہ نہ تھا,اوپر سے صوفے پر ایڈ جسٹ بھی نہیں ہو پا رہی تھی, جب سے اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا تب سے وہ بیڈ پر اور زنیرہ صوفے پر آگئی تھی, سوفے پر سونے میں اسے کافی دقت ہوتی تھی, ساری رات وقفے وقفے سے آنکھ کھلتے رہتی,اس بات کا خدشہ ہر وقت لگا رہتا کہ کروٹ لینے کی سعی میں وہ نیچے نہ گر پڑے-آج بھی نیند کے دغا دینے پر کروٹیں بدل بدل کر جب اسکی پیٹھ دہائی دینے لگی تو جھنجھلا کر اٹھ بیٹھی-

"کیا مصیبت ہے؟؟,آپ کا پیر کب تک ٹھیک ہو گا, کب آپ چلنے پھرنے کے قابل ہو جائیں گے,؟"بیٹھتے ہی اس نے سوالوں کی بوچھار کر دی-اس نے ثابت کر دیا تھا چاہے جتنا بھی وہ اسے ڈانٹ لے, گھور لے,اس بندی نے نہیں سدھرنا تھا,وہ بات ہر حال میں کر کے رہے گی اور حق سے کرے گی, کی بورڈ پر حرکت کرتی اس کی انگلیاں چند ساعت کے لیے رکیں, نظر اٹھا کر اس نے مقابل دیکھا جو عجیب وغریب سامنہ بنائے شدید کوفت کا شکار دکھائی دے رہی تھی,نہ چاہتے ہوئے بھی وہ مسکرانے پر مجبور ہو گیا-

"میرے ٹھیک ہونے میں تمہارا کیا مفاد چھپا ہے"وہ دلچسپی سے استفسار کرنے لگا-

New Era Magazine

"آپ کے ٹھیک ہوتے ہی روٹین معمول پر آجائے گی, پھر آپ اپنی جگہ اور میں اپنی جگہ, کم از کم اپنے بیڈ پر میں سکون کی نیند تو سو سکتی ہوں "کتنے حقوق سے وہ اسکے کمرے کے اشیاء پر اپنی ملکیت کا اظہار کر رہی تھی, وہ بس دیکھے گیا-

"اچھا!!اور جو میں اتنے دنوں سے بے آرام رہا اس صوفے کے سبب, اس کا کیا؟وہ بھی بحث کرنے کے موڈ میں نظر آیا-

"ہاں تو میں نے تھوڑی نہ پابندی عائد کی تھی آپ پر, سو سکتے تھے آپ بیڈ پر"

"تو میں نے بھی کونسا منع کیا ہے تمہیں, تم بھی سو........کہتے کہتے اچانک اسکے زبان کو بریک لگا, روانی میں وہ نہ جانے کیا فضول گوئی کر دیتا, پل بھر کے لئے اسے اس لڑکی سے خوف سا محسوس ہوا, وہ کوئی عام لڑکیوں سی نہیں تھی جو آسانی سے شکست کی کھائی میں گر جاتی, وہ ایسی لڑکی تھی جو حوصلوں کے پر لگا کر منزل کے پربتوں پر پہنچنے کا جذبہ بھی رکھتی تھی اور طاقت بھی-وہ صرف جواب نہیں دیتی تھی, لاجواب کر کے رکھ دیتی تھی, باتوں کی شوریدہ لہروں میں پھنسا کر ابھار ابھار کر ڈبونا اسے خوب آتا تھا-وہ بھی اس کی زد میں آتا جا رہا تھا, بے حسی, بے رخی کہیں منہ چھپا کر بھاگنے لگی تھی-

"مجھے بہت کام ہے تم سو جاؤ" اپنی خجالت مٹاتے ہوئے نظریں چرا کر اس نے رخ کو لیپ ٹاپ سے چھپا لیا تاکہ وہ اسے مزید ڈسٹرب نہ کرے-
وہ غور سے اسکی حرکتیں اور چہرے کے بدلتے تاثرات کو نوٹس کر رہی تھی پھر حولے سے مسکرا پڑی،،،

"چہ چہ چہ،،بے چارے شوہر جی, آپ کو شاید علم نہیں,میں ایک بار جس سے عشق کر لیتی ہوں تو پھر مرتے دم تک پیچھا نہیں چھوڑتی پھر آپ تو میری تیسری عشق ہوا تنی آسانی سے تو آپ کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتی،، بس یہ دیکھنا ہے آپ کا یہ روڈنیس والا خول چٹختا کتنے دنوں میں ہے..... من ہی من مسکراتے ہوئے وہ دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگی،،

****

ماما کو جب ولید کی ایکسیڈنٹ کی خبر ملی تو دوڑے چلے آئے, ساتھ مامی کو لانا نہیں بھولے تھے, زنیرہ نے دیکھا تو خوشی سے پھولے نہیں سمائی, بہت پر جوشی سے دونوں کا خیر مقدم کیا, مامی سے وہ بہت نرمی اور اپنائیت سے ملی تھی خلاف معمول مامی نے بھی بہت محبت سے اسے گلے لگایا تھا, بیتے دنوں کی کڑواہٹ اور رنجشوں کا کوئی شائبہ تک نہ تھا دونوں کے چہروں پر, بعض دفعہ وقت, طویل فاصلوں کے درمیان محبت کی چھوٹی

سی گنجائش نکال ہی دیتا ہے, آج فاصلوں کی ایک ڈور نے دونوں کو محبت کے دھاگوں میں پرو دیا تھا, دونوں کی خاطر تواضع میں اس نے کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی, اسکا بس نہیں چل رہا تھا دنیا کی ساری چیزیں دستر خوان پر لگا کر سجا دے, بہترین غذا, معمول پر دوائیں اور اسکی ہر وقت کی نگرانی میں ولید بھی قدرے بہتر ہو گیا تھا, آرام سے چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تھا, وہ بھی دونوں سے نہایت ادب و احترام کے ساتھ ملا تھا, ولید کا بردبار و سنجیدہ لہجہ, رکھ رکھاؤ اور زنیرہ کا دمکتا چہرہ دیکھ کر بختیار علی کے دل میں ڈھیروں سکون اتر آیا تھا, اپنے فیصلے پر انہیں ناز ہونے لگا جو انھوں نے جلد بازی میں عائشہ بیگم کی قسم کے آگے مجبور ہو کر لیا تھا, زنیرہ کے بے حد اصرار پر بھی وہ رات کے ڈنر کے لئے نہیں رکے تھے, کسی ضروری کام کے سلسلے میں ماما کو باہر جانا تھا اس لئے پھر کبھی پر ٹال کر نہایت خوشگوار ماحول میں گھر سے رخصتی لی تھی, تب سے وہ پورے گھر میں تتلی کی مانند اڑی اڑی پھر رہی تھی,,, کہتے ہیں بابل کی دہلیز کا گر کتا بھی بھٹکتا ہوا سسرال آ پہنچے تو اسے دیکھ کر بیٹیاں نہال ہو جاتی ہیں کہ انکے بابل کے در سے ہو کر آیا ہے پھر یہاں تو اسکے اپنے آئے تھے جن کے سنگ اس نے اپنی زندگی کے بائیس بہاریں دیکھی تھی اب یہ بہاریں کتنی خوشگوار تھیں اور کتنی نہیں یہ بات الگ ہے, وہ خوش ہر حال میں رہنے کی عادی تھی مگر اس بار ماما کی آمد پر بہت دل سے خوش

ہوئی تھی اور اسے خوش اور مسرور دیکھ کر ولید کو بھی ایک انجانی خوشی محسوس ہو رہی تھی, وہ کیوں خوش تھا اس بات کو سمجھنے سے وہ خود قاصر تھا, فاصلوں کی لکیر جو اس نے اپنے اور اسکے درمیان کھینچی تھی رفتہ رفتہ مٹتی جا رہی تھی جسکا اسے احساس تک نہ تھا -اس میں اس بیچارے کا کوئی قصور بھی نہیں تھا وہ تھی ہی ایسی, چاروں طرف سے اسے گھیرتی تھی- کبھی اپنی دلکش اور الھڑ باتوں سے تو کبھی اپنی جان لیوا اداؤں سے, نکلنے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہنے دیتی تھی وہ بس بے بس سا ہو کر پھڑ پھڑا کر رہ جاتا, نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اسکے ذہن پر سوار رہنے لگی تھی, لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ پہلے والا سرد اور کھردرا لہجہ اختیار نہیں کر پا رہا تھا, اپنے دل کے اطراف فصیلیں جو اس نے تعمیر کی تھی, ان فصیلوں میں دراڑ کی مکڑی اپنا جالہ بُننے لگی تھی, اپنے دل کی بدلتی کیفیت سے وہ از خود پریشان رہنے لگا تھا- اس سے لا تعلقی کے بڑے بڑے دعوے جو اس نے کیے تھے سب زمین دوز ہوتے نظر آرہے تھے-

بہر حال جو بھی تھا اپنا بھرم قائم رکھنے کے لئے وہ اس سے نظریں چرانے لگا تھا- کسی بھی صورت اپنے دل کی بدلتی حالت اس پر عیاں کرنے کے موڈ میں نہیں تھا- اس بیچ جس محنت, لگن اور خلوص سے اس نے اسکی تیمارداری میں اپنے دن اور رات کو ایک کیا

تھا وہ بے حد مشکور و ممنون ہو گیا تھا مگر پھر بھی اسے کوئی رعایت دینے کے حق میں نہیں تھا۔

ولید کے پیر اب بالکل ٹھیک ہو چلے تھے, آفس جانا بھی اسٹارٹ کر دیا تھا۔اسی بیچ سفیر کی والدہ کو اسکی ایکسڈنٹ کی اڑتی اڑتی خبر ملی تو وہ بھی مزاج پرسی کے لئے آد ھمکیں۔

"آئے ہائے دیورانی جی, اپنوں سے ایسا بھی کیا بیر کے بچے کو چوٹ لگی اور تم نے بتانے کی زحمت تک گوارا نہیں کی, وہ تو بھلا ہو اسکے دوست علی کا جو اسکی مڈبھیڑ سفیر سے ہو گئی,اسی نے ہمیں بتایا۔" پانی کا گلاس لبوں سے لگاتے لگاتے سائرہ شکوے کی پٹاری کھولنا نہ بھولی تھیں۔

"معذرت چاہتی ہوں بھابھی, وہ دراصل اسے اس ناقابل حالت میں دیکھ کر میں حواس باختہ ہو گئی تھی, کسی بات کا کوئی ہوش ہی نہیں رہا تھا۔" عائشہ بیگم پشیمانی سے وضاحت دینے لگیں پھر کافی دیر بعد یاد آنے پر گویا ہوئیں۔

"یہ بتائیں سفیر کیسا ہے,اور آپ کو باہر سے ہی چھوڑ کر کیوں چلا گیا, کم از کم اندر آ کے ہمیں ایک بار اپنی جھلک ہی دکھلا جاتا۔پیار بھری خفگی سے وہ گویا ہوئیں, سفیر کا ذکر بیچ میں آتے ہی وہ اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے لگیں۔

New Era Magazine

"سفیر کو اتنی فرصتیں کہاں جو دو گھڑی ٹِک کر میرے ساتھ دکھ سکھ کی باتیں کر لے -اسے بیوی کے نخرے اٹھانے سے ہی فرصت نہیں تو دوسروں کو کیا خاک وقت دے پائے گا, میں تو اس وقت کو کوستی ہوں جب وہ بہوں بن کر میرے گھر آئی تھی-"

,"کیوں, ؟ کیا ہوا؟ ,سب خیریت تو ہے بھابھی ,اسکا رویہ ٹھیک نہیں ہے کیا آپ لوگوں کے ساتھ؟؟ تشویش بھرے لہجے میں استفسار کیا گیا تھا-,ابھی شادی کو عرصہ ہی کتنا ہوا تھا, جو اسکی شان میں قصیدے پڑھے جانے لگے تھے,

,,"رویے کی بات کرتی ہو عائشہ !رویہ تو چھوڑو اس کا بس چلے تو ایک منٹ نہ لگائے گھر چھوڑنے میں, ہم بوڑھوں کا وجود کھٹکتا ہے اسے, ہمارا محلہ بھی مڈل کلاس لگتا ہے, اپر ایریا میں اپنے باپ کی طرف سے دیے گئے فلیٹ میں شفٹ ہونا چاہتی ہے تا کہ اپنی مرضی کی زندگی گزار سکے, اتنے ارمانوں سے اسے بہو بنا کر گھر لائی تھی سوچا تھا سفیر سے پسند کی شادی کی ہے اس نے تو اسی پسند کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم بوڑھوں کا بھی لحاظ کر جائے گی مگر وہ تو بڑی بے غیرت نکلی, کھانا پکانے سے تو اسے سخت پرخاش ہے, آئے دن ہوٹلوں کے چکر لگاتی ہے, سفیر بھی تنگ آ چکا ہے اسکے آزادانہ ماحول سے, باہر کا کھانا کھا کھا کے اس بیچارے کی طبیعت مضمحل رہنے لگی ہے-اگر کسی بھی چیز کو سمجھانے لگتی ہوں تو میڈم صائمہ کو لگتا ہے میں ان پر بے جا روک ٹوک لگا رہی

ہوں-گھر کے کسی بھی کام میں ہاتھ لگانے سے تو جیسے قسم کھا کے رکھا ہے, مجھ بڑھیا میں جتنی سکت ہے اتنا کام کر لیتی ہوں باقی کے اضافی کاموں کے لئے نوکرانی ہائر کیا ہے- سفیر سے شکایت نہیں لگاتی ہوں اس کی, خواہ مخواہ دونوں کے مابین چپقلش کا ذریعہ نہیں بننا چاہتی, ویسے بھی پہلے سے ہی وہ اسکی حرکتوں سے نڈھال رہنے لگا ہے اور مزید پریشان کرنا نہیں چاہتی-"پیشانی پر ہاتھ مار مار کر وہ اپنا دکھڑا رو رہی تھیں-اتنے برسوں میں پہلی بار عائشہ بیگم نے اپنی جیٹھانی کو نڈھال و پریشان اور زندگی سے بیزار دیکھا تھا-وہ جو ہر وقت رعب میں رہنے والی, ایک حرف اپنے اوپر برداشت نہ کرنے والی آج بھربھری ریت کی مانند ڈھیے گئی تھیں- صیح کہا ہے کسی نے اولاد کا غم ایسا ہے جو قبر میں بھی چین نہیں لینے دیتا ہے-یہ خبر سن کر حقیقی معنوں میں عائشہ بیگم کو ملال ہوا تھا بھلے ہی ان کے تعلقات مثالی نہ تھے مگر انسانیت کے ناطے ہی سہی انہیں ان کا دکھ اپنے دل پر محسوس ہو رہا تھا- سوائے تسلی کے وہ اور دے بھی کیا سکتی تھیں سو وہی دے رہی تھیں-

وہ جو چائے کی ٹرالی گھسیٹتی ہوئی لاؤنج کی جانب آ رہی تھی سناٹے میں رہ گئی, جو سنا تھا اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا-ابھی دن ہی کتنا ہوا تھا اسے زنیرہ کو ٹھکرائے ہوئے اور آج وہ خود زندگی کے ہاتھو بری طرح ٹھکرا دیا گیا تھا-

انسان چاہے جتنی ترقی کر لے, چاہے جتنا ماڈرن ہو جائے, چاہے چاند پر ہی کیوں نہ پہنچ جائے مگر ہوتا وہی ہے جو رب چاہتا ہے, اسکے ظاہری پہناوے پر تنقید کرتے ہوئے سفیر نے سو کالڈ ماڈرن لڑکی کا انتخاب کیا تھا جو اسکے ساتھ ہائی سوسائٹی میں موو کر سکے مگر آج اسی ماڈرن لڑکی کے ہاتھوں وہ ایک کھلونا بن کر رہ گیا تھا-ایک ایسا جانور بن کر رہ گیا تھا جو نہ گھر کا تھا نہ گھاٹ کا, سفیر پر خدا کی مار پڑی تھی-بہت جلد پکڑا گیا تھا وہ خدا کی بارگاہ میں-بہر حال اسکی حالت جان کر نہ ہی زنیرہ کو خوشی محسوس ہوئی تھی اور نہ ہی اسکے اندر ترس کے جراثیم پیدا ہوئے تھے-انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے, جو غلطی کرتا ہے خمیازہ بھی وہی بھگتتا ہے, کچھ دنیا میں ہی بھگت کر باعث عبرت بن جاتے ہیں اور کچھ دنیا کے اس پار آخرت کے لئے چھوڑ دیے جاتے ہیں-سر پر دوپٹہ اچھے سے اوڑھ کر سست قدموں سے وہ ٹرالی گھسیٹتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گی......

****

رات کا نہ جانے کونسا پہر تھا جب پیاس کی شدت سے اس کی آنکھ کھلی تھی, حلق صحرا کی مانند خشک ہو گیا تھا, مندی مندی آنکھوں سے اس نے لائٹ آن کرنا چاہی مگر یہ کیا!! لائٹ تو پہلے سے ہی آن تھی, آنکھوں کو مسلتے ہوئے وہ اٹھ بیٹھا-ایک طائرانہ نظر اس نے پورے روم میں ڈالی جہاں ایک کونے میں مصلّٰی بچھائے وہ خصوع

New Era Magazine

وخشوع سے نماز پڑھنے میں مصروف تھی, وہ بڑے انہماک سے اسے دیکھنے لگا- بادامی رنگ کے دوپٹے کو نماز کے اسٹائل میں باندھے, دونوں ہاتھوں کو جوڑے نہ جانے وہ خدا سے کیا مانگ رہی تھی, اسے غور سے دیکھتے ہوئے پہلی بار اسے ادراک ہوا تھا کہ وہ نہ صرف بلا کی خوبصورت ہے بلکہ پر نور بھی ہے, یہ اسکی ایک اضافی خاصیت تھی جو خدا کی طرف سے کسی کسی کو دستیاب ہوتی ہے-پلک نہ جھپکنے والی آنکھوں سے وہ مسلسل اسے ہی دیکھ رہا تھا, اسکی مدھ بھرے چہرے پر نظریں گاڑے سوچوں کے دھارے میں بہنے لگا, سوچوں کا تسلسل اس وقت ٹوٹا جب وہ اسکے سر پر کھڑی کچھ پوچھ رہی تھی-

"کیا ہوا, کچھ چاہیے آپ کو"؟-

"آں ہاں", وہ چونکا, مجھے پیاس لگی تھی, اسکے کہنے کی دیر تھی پانی سے لبالب گلاس اس نے اسکے سامنے کر دیں-اسکی فرمانبرداری کا وہ ایک بار پھر قائل ہو گیا-اسکے منہ سے نکلنے والی ہر فریاد کو وہ جھٹ پٹ پورا کر دیتی تھی-اس کی ضرورتوں کا خیال رکھنے سے لے کر وہ اس کے ماں اور بہنوں کا بھی دل سے خیال رکھتی تھی-پورے گھر کو اس نے محبت, چاہت, اور احترام کی لڑیوں سے باندھ رکھا تھا-اس کے چہرے کو دیکھ کر نہ جانے کیوں ڈھیروں پیار آیا تھا-

"کیاہوا"؟اسے گم صم اور کسی گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کراس نے پوچھا,اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئےاس کے ہاتھ سے گلاس لے کرایک سانس میں سارا پانی پی لیا پھر سائیڈ ٹیبل پر گلاس رکھتے ہوئے پوچھ بیٹھا-

"تم کیاکررہی تھیں ابھی؟"صرف بات کو بڑھانے کی غرضی سے پوچھا تھا,نہ جانے کیوں آج اس سے بات کرنے کو دل چاہ رہا تھا- جبکہ اس کے مخاطب ہونے پر وہ اندر سے جی اٹھی تھی مگراپنے تاثرات پر قابو پاتے ہوئے رسان سے جواب دیا-

"نمازپڑھ رہی تھی-"

"اتنی صبح؟"بےاختیاراسکے لبوں سے پھسلا تھا-ذہن شاید پوری طرح بیدار نہیں ہوا تھایاپھر سوچوں کے بوجھ تلے اسے کچھ سجھائی نہیں دیا- مگر بہر حال جو بھی تھا کہہ کر پچھتایا-

"فجر کی نماز غالباً صبح ہی پڑھی جاتی ہے"-اسکی غائب دماغی پر ماتم کرتے ہوئےاس نے بڑے تہذیب و تمیز کے دائرے میں اسے ذلیل کیا تھا,وہ خفیف ہوا-

"اوہ سوری,"ایکچوئیلی اتنی صبح میں جلدی کسی کو نمازپڑھتے ہوئے نہیں دیکھانہ اسلئے-"بہت ہی بھونڈاجوازدیاتھااس نےاسکی بات کا,واقعی آج وہ شایداپنے حواسوں میں نہیں تھا-

New Era Magazine

"دیکھیں گے کیسے، آپ خود جو سو رہے ہوتے ہیں"- شوخی سے کہتے ہوئے وہ اسے بھگو کر مار رہی تھی، وہ اپنی جگہ چور سا بن کر رہ گیا- واقعی کہہ تو وہ ٹھیک رہی تھی، بہت ہی کم موقع ایسا آیا ہوگا جب اس نے فجر کی نماز ادا کی ہو، فجر کا منہ دیکھنا تو بس رمضان کے بابرکت اور مقدس مہینوں میں نصیب ہوتا ہے- وہ بھی عام مسلمانوں سے مختلف نہ تھا جو اکثر و بیشتر فجر کی نماز نیند کی میٹھی نیند میں گنوا بیٹھتے ہیں، خجالت سے وہ اپنا سر کھجانے لگا- ابھی تک ایک بھی لفظ اس کے منہ سے صحیح نہیں نکلا تھا، شاید وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھا یا پھر اس سے پہلی بار خود سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا اس لئے بولنا کچھ اور چاہتا تھا نکل کچھ اور رہے تھے، آگے بات کرنے کا سلسلہ ترک کرتے ہوئے، دوبارہ لیٹنے میں ہی اس نے عافیت سمجھی، ویسے بھی اس سے بات کرنے کے لیے مکمل ہوش و حواس کا ہونا بہت ضروری ہے- اس کا بغیر کچھ کہے یوں چپ چاپ لیٹ جانے پر وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگی-

"عجیب شخص ہے، پہلی مرتبہ تو جناب نے پہل کی تھی بات کرنے میں وہ بھی ادھوری، خیر سے وہ بھی دن آئے گا جب آپ صرف بات ہی نہیں کریں گے بلکہ میری عشق میں بھرنے والی آہیں بھی سنائیں گے" مسکراتے ہوئے ایک نظر لیٹے ہوئے ولید پر ڈال کر وہ شیلف سے تسبیح ڈھونڈھنے لگی- پھر چپل پہن کر دبے پاؤں دروازہ

کھول کر باہر آنے لگی-بغل والے کمرے میں روز کے معمول کی طرح لائٹ جلی ہوئی تھی, دروازہ ادھ کھلا تھا جہاں سے لائٹ کے پتلی لکیر لاؤنج تک پہنچ رہی تھی, وہ جانتی تھی عائشہ بیگم بھی اندر نماز پڑھ رہی ہوں گی, گھر میں دو ہی افراد تھے جو پنج گانہ نماز کے پابند تھے, باقی تو دو نفوس اکثر کاہلی کی زد میں آجاتے-لاؤنج کا دروازہ عبور کرتے ہی ایک فرحت انگیز جھونکوں نے اسکا پرتپاک استقبال کیا تھا, ٹھنڈی ہوائیں چہرے کو نرمی سے سہلانے لگیں-دوپٹہ اسی اسٹائل میں باندھے ہاتھوں میں تسبح کے دانے گراتے ہوئے وہ چہل قدمی کرنے لگی-نماز سے فارغ ہو کر کچھ وقت خدا کی تخلیق کئے اس حسین و دلکش منظر کے بیچ گزارنا اور اس کا حصہ بننا اس کا روز کا معمول تھا-

پورا کمپاؤنڈ بیلوں سے بھرا ہوا تھا-ہوا کے دوش پر جھومتے رنگ برنگے پھول اور حمد و ثناء پڑھتے چہچہاتے پرندے ذہن کو تروتازہ اور خوش گواریت سے دوچار کر رہے تھے-کتنے خوش بخت ہوتے ہیں کچھ لوگ جب سارا عالم نیند کے مزے لوٹ رہا ہوتا ہے تو کچھ ایسے سیانے بھی ہوتے ہیں جو خود کو بیدار صرف اور صرف خدا کی رحمت لوٹنے اور رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرتے ہیں-اور ان خوش بختوں میں زنیرہ کا بھی شمار ہوتا تھا-

اندھیر کی سرمئی چادر ہٹا کر انگڑائی لیتا سورج جب بیدار ہونے لگا تب اس نے کچن کا رخ کیا- کل رات اس کی فرینڈ کا فون آیا تھا- آج اس کی سالگرہ تھی, اور اسے فنکشن میں آنے کے لیے کافی اصرار کر رہی تھی عائشہ بیگم کا اجازت نامہ ملتے ہی اس نے آنے کے لیے ہاں کہہ دیا تھا چونکہ فنکشن دن کا تھا اس لئے پیروں میں فرکی لگائے وہ تیزی سے کام نمٹانے لگی-

آج سنڈے تھا, ولید اور فروا دونوں ہی دیر سے سو کر اٹھے تھے, سب کو ناشتے سے فارغ کروانے کے بعد وہ تیار ہونے چل دی-

"بات سنیں", دوپہر کے وقت جب وہ صبح کے اخبار کا بچا ہوا مواد اس وقت پڑھنے میں غرق تھا تبھی عقب میں وہ نمودار ہوئی-

"جی فرمایئے", سابقہ پوزیشن میں تبدیلی لائے بغیر گمبھیرتا سے کہتے ہوئے لہجہ نہایت سرسری تھا-

"آج میری فرینڈ کی سالگرہ ہے, کیا آپ پلیز مجھے ڈراپ کر دیں گے اس کے گھر تک, زیادہ فاصلہ نہیں اسکا ہمارے گھر سے, بس یہیں ہائی وے کے پاس والی گلی میں سمجھیں, "

New Era Magazine

اس نے اخبار سے نظریں ہٹا کر اس کی جانب دیکھا جو ہمیشہ کی طرح سیاہ عبایاں میں مقید تھی, اتنی من موہک ادا, معصومیت سے پر چہرہ, لجاجت اور منت سے بھرپور انداز, جیسے اسے اس بات کا خوف ہو کہ ابھی وہ لے جانے سے انکار کر دے گا- تو کیا وہ اسے اس حد تک کٹھور دل سمجھتی ہے کہ وہ اسکی بے ضرر سی درخواست بھی پوری نہیں کر سکتا, اسے لگا جیسے کسی نے اس کا دل مٹھی میں لے کر مسل دیا ہو, وہ انکار نہیں کرنا چاہتا تھا, نہ ہی انکار کی پوزیشن میں تھا, جس طرح سے اس نے اس کے گھر والوں کا اپنی جان سے بڑھ کر خیال کیا تھا اسکے عوظ یہ کچھ بھی نہ تھا مگر فوراً حامی بھر لینا بھی اسے سہی نہیں لگا-

"فروا کو لے کر چلی جاؤ یا پھر امی کے ساتھ چلی جاؤ, مجھے لے جانا ضروری ہے کیا؟"

اس کی بات فوراً مان کر اسے کسی بھی خوش فہمی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا, اپنی بات سنجیدگی سے اسکے گوش گذار کر دوبارہ سے وہ اخبار کی جانب متوجہ ہو گیا- تھوڑا اور منت, سماجت کا وہ اندر ہی اندر خواہشمند تھا-

"فروا کے پیپر چل رہے ہیں, پڑھائی میں مصروف ہے, اور امی آرام فرما رہی ہے ویسے بھی ایسے فنکشن میں جانے سے اکثر وہ پرہیز کرتی ہیں- اگر آپ نے نہیں لے جانا تو صاف لفظوں میں انکار کر دیں, بہانوں کا سہارا نہ لیں-" خفگی سے وہ گویا ہوئی,

New Era Magazine

جس خوف کے تحت وہ کہنے سے کترا رہی تھی وہی ہوا, پہلی بار اتنی مان سے ایک فرمائش کی تھی اس میں بھی صرف زبان خراب ہوئی, نین کٹورے چھلکنے کو بے تاب ہو گئے, خود پر قابو پاتے ہوئے وہ مضبوط لہجے میں بولی-

"اگر آپ کو ایسا لگتا ہے کہ آپ نہیں ڈراپ کریں گے تو میں جا نہیں پاؤں گی تو یہ صرف آپ کی خام خیالی ہو گی, میں زنیرہ ہوں اتنی آسانی سے ہار ماننا میری خصلت میں شامل نہیں-اور ویسے بھی رکشے والوں کا ایجاد شاید ایسے مواقع پر ہم جیسے لوگوں کے لیے ہی ہوا ہے-"غصے سے کہہ کر وہ جانے کے لیے مڑی مگر پھر فوراً پلٹی

"اور ہاں, امی سے کہہ دینا فکر نہ کریں میری, میں جلد ہی آ جاؤں گی" تن فن کرتی وہ باہر نکل گئی, وہ ساکت و جامد نظروں سے اسے دیکھتا رہ گیا جو بجلی کی مانند آناً فاناً یہاں سے کوچ کر گئی تھی-اس نے تو کچھ اور ہی سوچا تھا مگر ہو کچھ اور گیا-اسے لگا تھا وہ اس کی زیادہ نہ سہی تھوڑی بہت منت ساجت تو ضرور کرے گی اور وہ بے دلی ظاہر کرتے ہوئے تیار ہو جائے گا مگر یہاں تو اپنی چال خود پر بھاری پڑ گئی-اسے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ اتنا شدید ردِ عمل دیکھنے کو ملے گا, ؟خود پر بے تحاشہ غصہ آیا, کیا ضرورت تھی اس کے سامنے اتنا اکڑ دکھانے کی سیدھا سادا مان جاتا تو کیا جاتا؟اب پتہ نہیں وہ کہاں رکشوں کے دھکے کھا رہی ہو گی-؟دل ایک دم خود ساختہ شرمندگی کے احساس سے گھر گیا-

ایک پچھتاوے والی بے چینی تھی جو کیل کی مانند اسکے من میں کھپ گئی-اسکے پیچھے جا بھی نہیں سکتا تھا, اگر پوچھ لیتی اب کیا لینے آئے ہو تو جواز کیا دیتا-اب اسکا صیح سلامت گھر پہنچنے تک انتظار کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا-بے دلی سے وہ اخبار اٹھا کر الٹنے پلٹنے لگا-بے تابی سے اسکی نظریں بار بار گھڑی کے ارد گرد گھوم رہی تھی, کانٹے تو مانو کچھوے کی رفتار کو بھی مات دے رہے تھے, اللّٰہ اللہ کر کے تین گھنٹے ہو چلے تھے مگر اسکے آنے کے کچھ آثار نظر نہیں آرہے تھے, سمجھ نہیں آرہا تھا امی سے جا کر اسکے بارے میں پوچھے یا کچھ دیر اور بیٹھ کر انتظار کرے, پھر کچھ دیر اور بیٹھ کر انتظار کرنے کا اس نے سوچا, بے چینی جب حد سے سوا ہونے لگی تب اس نے ریمورٹ اٹھا کر ٹی وی چالو کر دی-ٹی وی پر بھی کچھ ڈھنگ کی فلمیں نہیں آرہی تھی یا پھر اسکا من کہیں اور لگا تھا, کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا, چینل کی سرچنگ کرتے کرتے اچانک ایک نیوز چینل پر ریمورٹ سے بھرا اسکا ہاتھ پل بھر کے لئے لرزا-

"ہائے وے پر ٹرک اور رکشے کے زبردست قسم کے تصادم سے قریب و جوار کے لوگوں میں پھیلی ڈر اور خوف کی لہر, رکشے میں موجود ڈرائیور اور پچھلی نشست پر سوار خاتون بری طرح سے زخمی حالت میں پائے گئے جبکہ ٹرک ڈرائیور ابھی تک فرار ...." ٹی وی اینکر سنسنی پھیلاتے ہوئے گلا پھاڑ پھاڑ کر سور پھونک رہا تھا-ولید کو لگا

New Era Magazine

زمین نے اس کے قدموں کو سختی جکڑ لیا ہے- پھٹی پھٹی نگاہوں سے وہ ٹی وی کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں اب موقع واردات کا دل دہلانے والا منظر دکھایا جارہا تھا ہر سو افراتفری, شور شرابے, جم غفیر کے سیلاب میں ڈوبتے بچے اور بوڑھوں کی آہ وبکا آسمان کو بھی لرزا رہا تھا- اسکی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی, اسکی ہراساں نظریں اسکرین پر مرکوز تھیں تبھی پاس پڑا موبائیل چنگھاڑنے لگا, لرزتے ہاتھوں سے اس نے فون سامنے کیا- ان نون نمبر سے کالنگ آرہی تھی, دل ایک انہونی کے احساس سے دھڑکا -اپنے خدشات کی تصدیق کے خیال سے ہی وہ کانپ گیا- رنگ بج بج کر دم توڑ گئی مگر وہ ہنوز فون ہاتھوں میں تھامے بیٹھا رہا, کچھ وقفے بعد جب ذہن کچھ سوچنے کے قابل ہوا تو وہ پھرتی سے اٹھا اور گاڑی کی چابی لے کر دیوانا وار وہ باہر کی جانب بھاگا مگر دروازہ کھولتے ہی فرطِ حیرت سے دنگ رہ گیا- سامنے ہی وہ بیزار سا چہرہ لئے کھڑی تھی- ,"اف اللہ! کس قدر گرمی ہے, میرا تو دم گھٹے جارہا ہے"- بے نیازی سے خود کلامی کرتے ہوئے وہ ایک ہاتھ کو پنکھا بنائے جھل رہی تھی ساتھ ہی بڑبڑانا بھی مسلسل جاری تھا- کچھ دیر تو وہ اسے حیرت سے تکتے رہا مگر دوسرے ہی پل اس نے اپنے پر آشوب بانہوں میں اسکے نازک سراپے کو سختی سے بھینچ لیا جبکہ اس اچانک افتاد پر وہ حیرت سے مجسمہ بن گئ-

New Era Magazine

"میں ڈر گیا تھا, مجھے لگا میں نے تمہیں کھو دیا"-اسے سختی سے بھینچے جزب کے عالم میں اسکے کانوں کے قریب وہ سر گوشی کر رہا تھا-اسے سامنے پا کر ولید کے چہرے پر جو سکون آیا تھا دیکھنے لائق تھا, کسی دروازے پر ہونے والی مسلسل دستک کے مانند اسکا دل ابھی تک دھڑ دھڑاتا ہوا دھڑک رہا تھا جسکی گونج دوسرے دل تک با آسانی پہنچ رہی تھی-اسکے گرم سانسوں کے تھپڑے زنیرہ کے چہرے کو جھلسا گئے, حیا کی لالی سے سرخ عارض دہک اٹھے-

"پلیز کیا کر رہے ہیں آپ"؟اسکے مضبوط باہوں میں وہ کسمسائی مگر وہ جیسے ارد گرد سے بے نیاز اسکے ہونے کا احساس اپنے اندر, کہیں بہت اندر اتارتا جا رہا تھا.

"پلیز, کوئی دیکھ لے گا, "شرم نے پلکوں پر قبضہ کر کے پلکوں کو مزید جھکا دیا, بے چارگی سے کہتے ہوئے وہ کنکھیوں سے اطراف کا جائزہ لینے لگی, خفت سے سرخ ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹ ڈالا مگر وہ تو جیسے اپنے آپے میں ہی نہیں تھا, بڑے جذب کے عالم میں اسے ڈھانپ رکھا تھا جیسے اس بات کا خدشہ ہو کہ ابھی اسے چھوڑا اور ابھی وہ نظروں سے اوجھل ہو جائے گی بڑی محنت اور مشقت کے بعد وہ اسے دروازے سے اندر تک لانے میں کامیاب ہوئی تھی.

New Era Magazine

"کیاہواولید؟کوئی مسئلہ ہو گیاہے"؟اسکے الگ ہوتے ہی وہ پوچھ بیٹھی,آج پہلی بار اسے اتنابد ہواس اور بے چین دیکھا تھا,سوالیہ نگاہیں اس پر ٹک گئی جو اپنے حواس پر قابو پانے کی حتی الامکان کوشش کر رہا تھا

"کیاہوا؟"بتائیں نہ؟"محبت سے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے معصومیت سے اس نے دوبارہ استفسار کیااسکے دوبارہ پوچھتے ہی وہ خود پر باند نہیں باندھ پایااوراسکے جانے سے لے کراب تک کی پوری روداد من و عن اسکے گوش گزار دی.

"ہوں تو یہ بات ہے"!پوری بات سنتے ہی اس نے بھنویں اچکائیں پھر یکایک اسکے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ دوڑ گئی,شوخی سے گویاہوئی -

"آپ کو تو خوش ہوناچاہئے تھا,بغیر کسی محنت کے ہی میرا پیچھا چھوٹ جاتاآپ سے"

"شٹ اپ یار,میں واقعی ڈر گیا تھا,"اس نے جھڑکا,اسکامذاق شایداسے بالکل پسند نہیں آیا تھا-

"وہی تو میں پوچھناچاہتی ہوں ولید صاحب,کیوں ڈر گئے تھے آپ,کل تک تو آپ میری شکل تک دیکھنے کی روادار نہیں تھے,مجھ سے بات کرنا بھی آپ کی طبیعت پر ناگوار گذرتا تھاتو آخر یہ بے چینی اور بے قراری کیوں؟کیوں مجھے کھودینے کاڈر یکایک آپ کے اندر جاگ گیا",لب بھینچ کر سنجیدگی سے کہتے ہوئے گرم لوہادیکھ کر اس نے

New Era Magazine

وار کیا تھا جو سید ھا نشانے پر جا کر لگا, بے چارگی و بے بسی سے وہ اپنے سر پر ہاتھ پھیر نے لگا پھر ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کچھ سوچ کر اسکے قریب بڑھا-

"آؤ, ادھر بیٹھو, "دونوں مضبوط ہاتھوں سے اسکے نازک کاندھوں کو تھام کر نہایت نرمی سے اسے صوفے پر بٹھاتے ہوئے وہ خود اس کے سامنے پنجوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا, کچھ لمحہ اسکی بے یقینی کے پانیوں سے بھری آنکھوں میں دیکھتے رہنے کے بعد آہستگی سے اسکے لب کھلے-

"میں تھک چکا ہوں زنیرہ خود سے جنگ کرتے کرتے, خود سے نظریں چراتے چراتے, اب مجھ میں سکت نہیں رہی میں ہار مانتا ہوں, خود کو تمہارے حوالے کرتا ہوں, "کسی ہارے ہوئے جواری کے مانند بڑی فراخدلی سے وہ اپنی شکست تسلیم کر رہا تھا, اس نے فاتح نظروں سے سامنے لٹے پٹے بیٹھے ولید کو دیکھا جو اپنی ہار کا اعتراف بڑی سچائی اور ایمانداری سے کر رہا تھا, جو خواب اس روز جاگتی آنکھوں سے اس نے رات کی تنہائی میں دیکھے تھے آج تعبیر اسکے نظروں کے سامنے تھی, جو عہد اس نے خود سے کیا تھا آج کامل کا پیراہن ڈال کر اس کے نظروں کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا یہی تو وہ چاہتی تھی, اسی چیز کی تو وہ متمنی تھی, دل میں ڈھیروں سکون اتر آیا تھا, جو غلطی

New Era Magazine

نادانی میں اس سے سرزد ہوئی تھی اسکا مداوا اس نے کر دیا تھا, اسکی کوشش رائیگاں نہیں گئی تھی, اسکے مقاصد میں اللہ نے اسے کامیاب اور سرخرو کیا تھا-

"آپ نے کہا تھا اب آپ مجھ پر کبھی اعتبار نہیں کریں گے, پھر کیا ہوا اتنی جلدی موڈ بھی بدل گیا آپ کا؟ اتنی جلدی مجھ پر اعتبار بھی آگیا؟" آج حساب کتاب کا دن تھا پھر وہ کیسے پیچھے رہ جاتی, چبھتے لہجے میں کہتے ہوئے وہ اسکے کہے گئے لفظوں کا حساب مانگ رہی تھی-

"اعتبار تو مجھے اولین دنوں سے ہی تم پر تھا, اتنا عرصہ تمہارے ساتھ رہتے ہوئے اس بات کی واقفیت تو ہو ہی گئی تھی کہ تم اس قسم کی لڑکی ہر گز نہیں ہو جیسا اپنے آپ کو فون پر ظاہر کیا تھا مگر ایک ہی سوال ذہن کے دریچوں پر بار بار کچوکے لگائے رکھتا کہ پھر تم نے ایسا کیوں کیا, ؟ کیوں اپنے بارے میں اتنی غلط بیانی سے کام لیا, ؟ آخر کس مجبوری کے تحت تم نے اتنا بڑا اقدام اٹھایا؟ مگر اس دن جب تم نے سفیر والے قصے سے آگاہ کر کے میری غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کی تھی, اس دن مجھے ان سوالوں کا جواب بھی مل گیا تھا, مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی, تم تک جانے والے سارے راستے میں نفرت سے بند کر چکا تھا, میں نے خود کو تم سے بہت دور کر لیا تھا اتنا کہ تم سے بد ظن ہو چکا تھا, تمہارے قریب لے جانے والے ہر اس چیز اور کام کو کاٹتا چلا گیا

جو تمہارے قریب لے جانے کا سبب بنتی مگر میں بھول گیا تھا انسان کے چاہنے یا نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے, ہوتا تو وہی ہے جو رب چاہتا ہے, یہ بھی دو عالم کی طرف سے ایک نایاب عطیہ ہے کہ شادی جن بھی حالات میں ہوں نکاح کے دو بولوں میں اتنی طاقت ہے کہ ان سے محبت کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں, اللہ تبارک و تعالیٰ باہمی محبت کا ذریعہ فراہم کر ہی دیتا ہے جس دوران میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور میں پوری طرح سے تم پر ڈپینڈ ہو گیا تھا اس دوران تمہاری اچھائیاں, نیک نیتی اور خلوص مجھ پر آشکار ہوئیں, میری تلخ کلامی کے باوجود تمہارا ضبط کر جانا, میری چڑچڑاہٹ اور روڈنیس کے باوجود میری ضرورتوں کا پوری طرح سے خیال رکھنا, میری ہر آواز پر لبیک کہنا ان سب باتوں نے مجھے تمہارا گرویدہ بنا دیا, تمہاری چھوٹی چھوٹی شرارتیں, تمہاری بچکانی حرکتیں تنہائی میں اکثر مجھے مسکرانے پر مجبور کر دیتیں, لاشعوری طور پر بھی کسی آسیب کی مانند تم میرے ذہن پر سوار رہنے لگی تھیں, کب میرا دل چپکے سے پر لگا کر تمہارے دل کی ڈالی پر جا بیٹھا پتہ ہی نہیں چلا, "تھکے تھکے لہجے میں کہتے ہوئے وہ اپنی دلی کیفیت کا اظہار بڑے صدق لہجے میں کر رہا تھا, اسکا میٹھا میٹھا اقرار پھوار کی مانند زنیرہ کے دل پر برسنے لگا, اک سرشاری تھی جو رگ و پے میں دوڑ گئی, دور کہیں جنگل میں مور خوشی و الفت سے ناچنے لگے, اک جھنکار تھی جو اسے اپنے اطراف بجتی ہوئی محسوس ہونے لگی, نشے

New Era Magazine

وخمار میں ڈوبا موسم جدائی کے رخصتی کا بغل بجانے لگا, اسکے اقرار نے سلگتے جذبات پر اولے برسا دیے تھے, دل میں ڈھیروں سکون اتر آیا تھا.

"ہوں.. تو اونٹ آ ہی گیا پہاڑ کے نیچے, "اسے چھیڑتے ہوئے ایک نقرئی ہنسی بکھیرتی ہوئی وہ بولی, لہجہ شوخی سے پر تھا-

"اونٹ تو کبھی پہاڑ پر چڑھا ہی نہیں تھا, وہ تو روز اول سے تمہارے عشق کے کھونٹے سے بندھا تھا, ہاں بس کچھ وقتوں کے لئے بدظن ہو گیا تھا اس لئے رسی تڑوالی تھی, " فراخدلی سے وہ اپنی دلی کیفیت کا بھرپور اعتراف کر رہا تھا

"ہوں.. تو اسکا مطلب ہے اگلی بار رسی مضبوطی سے باندھنی پڑے گی تا کہ توڑنے و تڑوانے کا موقع ہی نہ ملے", اک بار پھر مزید وہ شوخ ہوئی-

"رسی مضبوطی سے باندھنے کے لئے پہلے اونٹ کے قریب بھی آنا پڑتا ہے جناب", معنی خیزی سے کہتے ہوئے اسکا ہاتھ آہستگی سے تھام کر خود سے قریب کیا اتنا کہ نرم, ملائم سرخ عارض, مضبوط, سخت گالوں سے مس ہو کر مزید انگارہ بن گئے, اس نے شرم سے نگاہیں زمین میں گاڑلیں-

New Era Magazine

"ویسے آج رات کیسا رہے گا یہ فعل انجام دینے کے لئے"، اسکے بے حد قریب وہ پھسپھسایا، مخمور سرگوشی سماعتیں مہکا گئیں، اس سے قبل وہ کوئی خوبصورت سی جسارت کرتا وہ ہاتھ چھڑا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔

"نہ بابا، ایسے اڑیل اونٹ کے قریب کون جائے گا، کیا پتہ اپنی ہی جان نہ گنوانی پڑ جائے"، اپنے چہرے پر وہی پرلے درجے کی مصنوعی سنجیدگی طاری کرتے ہوئے کانوں کو ہاتھ لگایا۔

"کیا! تم نے مجھے اڑیل کہا، رکو ابھی بتاتا ہوں" خطرناک تیوروں کے ساتھ وہ اٹھا مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی، وہ بھاگ کر اندر سے دروازہ بولٹ کر چکی تھی، اسکی اس بے ساختہ حرکت پر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا، اسے کھلکھلاتا دیکھ کر رخصت ہوتا سورج چپکے سے ماشاءاللہ کہہ کر مغرب کے آغوش میں سونے چلا گیا....

ختم شد

☆☆☆☆☆

New Era Magazine

نوٹ

جھلمل ستاروں کے سنگ بقلم رضوانہ شمس الدین پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine